الحریت فی الاسلام

اسلام میں آزادی کا تصور

مولانا ابوالکلام آزادؒ

Marfat.com

Marfat.com

اسلام میں آزادی کا تصور

مولانا ابوالکلام آزاد

مکتبۂ جمال
تیسری منزل، حسن مارکیٹ، اردو بازار، لاہور
فون: 7232731 Mob: 0300-8834610
Email: maktabajamal@yahoo.co.uk
maktaba_ jamal@email.com

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب: ..... اسلام میں آزادی کا تصور

مصنف ..... مولانا ابوالکلام آزاد

ناشر: ..... مکتبہ جمال ○ لاہور

اہتمام: ..... میاں غلام مرتضیٰ کھٹانہ

مطبع: ..... تایا سنز پرنٹرز ○ لاہور

سن اشاعت: 2013ء

قیمت: ..... 120 روپے

ملنے کا پتہ:

مکتبۂ جمال

تیسری منزل، حسن مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

فون: 7232731 Mob: 0300-8834610

Email: maktabajamal@yahoo.co.uk

maktaba_ jamal@email.com

Marfat.com

فہرست مندرجات

پیش لفظ افضل حق قرشی	۵
۔الحریت فی الاسلام	۹
ایک دوسرا گروہ	۱۳
نظامِ حکومتِ اسلامیہ	۱۷
ظہر الفساد فی البر والبحر	۱۹
تاسیس اصلاحاتِ حکومت	۲۲
نظامِ جمہوریت	۲۳
حکومت جمہور کی ملک ہے، وہ	
ذاتی یا خاندانی ملک نہیں	۲۳
تمام اہل ملک کے مراتب حقوق،	
قانون اور قواعد مملکت میں مساوی ہیں	۲۵
جبلہ بن ایہم الغسانی	۲۷
خود آنحضرت ﷺ کا اسوۂ حسنہ	۲۷
غلام اور آقا	۲۸
صحابہ کا طرز عمل	۲۹
مساواتِ قانونی کی ایک مثالِ وحید	۲۹
خلیفہ اوّل کا اعلان اور مساوات	
کا تخیل عمومی	۳۲
نظام جمہور کا تیسرا رکن	۳۳
حضرت امیر کی تصریح	۳۴
یزید کی خلافت سے انکار	۳۵
بنوامیہ	۳۵
طریق بیعت بقیہ شوریٰ ہے	۳۶
فقہاء متکلمین	۳۶
عام کتبِ عقائدِ موجودہ	
اور نظامِ حکومتِ اسلامیہ	۳۸
دوسری بحث	
مساواتِ حقوق و مال	۴۱
انک لعلی خلق عظیم	۴۱
خلیفۂ اسلام کے اختیارات	۴۲
خلیفۂ وقت کے مصارف	۴۳
شاہ انگلستان کی تنخواہ	۴۵
شہنشاہ جرمنی	۴۵
خلیفۂ اسلام کے مصارف	۴۶
حضرت معاذ کی تصریح اور	
خلافت اسلامی کی اصلی تصویر	۴۶

Marfat.com

شرک فی الصفات ۴۸
ماضی وحال ۴۹
توطیۂ مباحث آیت اور
مباحث گذشتہ پر ایک اجمالی نظر ۵۲
مبادی حریت ۵۷
حقوقِ انسانی کا یورپ میں اعلان ۵۷
تنبیہ ۶۲
احکام اسلامیہ ونظام خلافتِ راشدہ ۶۳
یورپ کی ناکامیاب جستجوئے مقصد
اور انقلاب فرانس کی ناکامی ۶۴
رجوع بہ مباحث بقیہ ۶۸
حریت اور حیاتِ اسلامی ۶۹
قرآن حکیم کی تصریحات ۶۹
تسامح اور قول حق ۷۱
ایک شبہ کا ازالہ ۷۲
حریت رائے اور قولِ حق کی تعریف ۷۴
ہر مسلمان کو فطرتاً آزاد گو اور
حق پرست ہونا چاہیے ۷۴
ہر مسلم خدا کا گواہ صادق ہے ۷۵
ادائے شہادت ربانی اور
حریت رائے ایک شے ہے ۷۵
موانع حق گوئی ۷۸
ناجائز حسنِ اعتقاد ۷۸
محبتِ باطل ۸۰
خوف ۸۱
طمع ۸۳
عداوت ۸۶
خلاصۂ مطالب ۸۷
احادیث وآثار ۸۹
سوسائٹی اور امر بالمعروف ۸۹
راستبازی کی ہیبت اور خدا کا ڈر ۹۰
فرد کی محبت اور قوم سے عداوت ۹۱
کشتی کی تمثیل ۹۲
امم گذشتہ اور عذاب الٰہی ۹۳
امر بالمعروف اور رشتۂ الٰہی ۹۶
منذر پیشین گوئی ۹۹
الی جہاد فی سبیل اللہ ۹۹
اقسام جہاد ۱۰۰
مسئلہ اول کا ظہور ۱۰۴
حواشی ۱۱۱

Marfat.com

دنیا کے بہت سے الفاظ اور اصطلاحات کی طرح ''آزادی'' کا مفہوم بھی اسلامی لغت میں اس مفہوم سے بہت کچھ مختلف ہے جو دنیا کی دوسری قومیں اس لفظ سے سمجھتی ہیں۔ مسلمانوں کے نزدیک آزادی کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اللہ کے سوا ہر اطاعت و بندگی سے آزاد ہو جائے۔ یہاں تک کہ خود اپنے نفس، اپنی خواہشات اور اپنی قوم کی حاکمیت کا کوئی پھندا بھی اس کی گردن میں باقی نہ رہے۔

پیش نظر کتاب اصل میں حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ کے ان مقالات کا مجموعہ ہے جو ''الہلال'' دورِ اوّل میں شائع ہوئے تھے۔ ان میں آپ نے اسلام کے تصورِ آزادی پر تفصیل سے بحث کی ہے۔ تصورِ آزادی کو تاریخی تناظر میں دیکھتے ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں:

ہم نے تورات کے اسفار دیکھے ہیں، زبور کی دعائیں پڑھی ہیں، سلیمان کے امثال نظر سے گزرے ہیں، یسوع کی تعلیماتِ اخلاقیہ کے وعظ سنے ہیں، ہم نے ان میں ہر جگہ خاکساری، انکساری، ظلم، درگذر، تسامح، اور عفو و کرم کے ظاہر فریب اور سراب صفت مناظر کا تماشا دیکھا ہے۔ لیکن کیا ان میں اصولِ اخلاق کا بھی پتہ لگتا ہے جو قوموں میں خودداری، سربلندی، اور حق گوئی کا جوہر پیدا کرتے ہیں

Marfat.com

؟ جن کی نظر میں بمقابلۂ حق، آقا و غلام، بادشاہ و گدا، عالم و جاہل، قریب و بعید اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خود اپنا نفس اور غیر، سب برابر نظر آتا ہے۔ جن کی راست گوئی، حریت پسندی اور حق پرستی کی عروۃ الوثقیٰ کو نہ تو تلوار کاٹ سکتی ہے، نہ آگ جلا سکتی ہے اور نہ محبت و خوف کا دیو توڑ سکتا ہے۔ ''کیونکہ اس نے وہ مضبوط قبضہ پکڑا ہے جس کے لیے کبھی ٹوٹنا ہے ہی نہیں''۔ اسلام ایک طرف مسلمانوں کی تعریف یہ بتاتا ہے کہ ''مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمانوں کو تکلیف نہ پہنچے''۔ دوسری طرف مسلمانوں کی حقیقت یہ ظاہر کرتا ہے کہ اگر خدا و شیطان، حق و باطل ، معروف و منکر اور خیر و شر کا مقابلہ ہو تو وہ رضائے خدا، نصرتِ حق، امر معروف اور دعوت خیر کے لیے ''آسمانوں کے نیچے کی کسی ہستی کی پروا نہیں کرتے''۔

مولانا مرحوم کے نزدیک اخلاق کی جان حریتِ رائے، استقلالِ فکر اور آزادیٔ قوم ہے۔ آپ کے خیال میں ''قوم کے نظامِ اخلاق و نظامِ عمل کے لیے اس سے زیادہ کوئی خطرناک امر نہیں کہ موت کا خوف، شدائد کا ڈر، عزت کا پاس، تعلقات کے قیود، اور سب سے آخر قوت کا جلال و جبروت، افراد کے افکار و آرا کو مقید کر دے۔ ان کا آئینہ ظاہر، باطن کا عکس نہ ہو۔ ان کا قول ان کے اعتقادِ قلب کا عنوان نہ ہو، ان کی زبان ان کے دل کی سفیر نہ ہو''۔ آپ کے نزدیک اس سے زیادہ مکروہ و مغبوض شے اللہ کی نظر میں کوئی نہیں ہے۔

Marfat.com

مولانا مغفور کے خیال میں اسلام آزادی اور جمہوریت کا ایک مکمل نظام ہے، جو نوعِ انسانی کو اس کی چھینی ہوئی آزادی واپس دلانے کے لیے آیا تھا۔ ''یہ آزادی بادشاہوں، اجنبی حکومتوں، خودغرض مذہبی پیشواؤں اور سوسائٹی کی طاقتور جماعتوں نے غصب کر رکھی تھی۔ وہ سمجھتے تھے کہ حق طاقت اور قبضہ ہے۔ لیکن اسلام نے ظاہر ہوتے ہی اعلان کیا کہ حق طاقت نہیں بلکہ خود حق ہے اور خدا کے سوا کسی کو سزاوار نہیں کہ بندگانِ خدا کو اپنا محکوم اور غلام بنائے۔ اس نے امتیاز اور بالادستی کے تمام قومی اور نسلی مراتب یک قلم مٹا دیے اور دنیا کو یہ بتلا دیا کہ سب انسان درجے میں برابر ہیں اور سب کے حقوق مساوی ہیں''۔

اس سلسلے میں اسلام کی تعلیم اور مسلمانوں کے تضادِ عمل کے حوالے سے آپ تحریر فرماتے ہیں:

> [اسلام] ایک تعلیم ہے کوئی پیچیدہ راز نہیں۔ اس کی تعلیم کی جو حقیقت ہمارے سامنے ہوگی، وہ ہمیشہ قائم رہے گی۔۔۔ کوئی تعلیم تجربے کی ناکامیوں کی ذمہ دار نہیں ہوسکتی۔ تجربہ حالات و حوادث اور اپنے اطراف و ماحول سے وابستہ ہوتا ہے۔ پس دنیا میں کبھی کامیابیاں ہوتی ہیں، کبھی ناکامیاں۔ لیکن قانون اور تعلیم کی حقیقت ہمیشہ غیر متزلزل ہوتی ہے۔۔۔ اسلام کے احکام اس کے پیروؤں کی غلطیوں سے ملوث نہیں ہوسکتے''۔

آپ کے نزدیک غلامی خدا کی مرضی اور اس کے قانون کے خلاف ہے۔ چنانچہ آپ اپنے اس اعتقاد کا یوں اعلان کرتے ہیں:

Marfat.com

"آزاد ہنا ہر فرد اور قوم کا پیدائشی حق ہے۔ محکومی اور غلامی کے لیے کیسے ہی خوش نام کیوں نہ رکھ لیے جائیں، لیکن وہ غلامی ہی ہے اور خدا کی مرضی اور اس کے قانون کے خلاف ہے"۔

"اسلام اور آزادی" میں قاری کو اسلام اور جمہوریت، مساوات اسلامی، نظام جمہوریت، خلفاء کا طرزِ عمل، خلیفۂ اسلام کے اختیارات، قوموں کے زوال کے اسباب، اسلام کا پیغام، جہاد اور اس کی تفصیل پر خیال افروز بحث ملے گی۔ امید ہے کہ اس سے آزادی کے مفہوم پر اسلامی تعلیمات کی بہتر تفہیم ہو گی۔

مکتبہ جمال افکارِ آزاد کی اشاعت کا ادارہ ہے۔ اس کے جواں ہمت ناظم عزیزی مختار احمد کھٹانہ لائق تحسین ہیں کہ انہوں نے مولانا مرحوم و مغفور کی تحریروں کو خوبصورت انداز میں پیش کرنے کا عزم کر رکھا ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ ان کی ہمت میں استقلال دے اور توفیق خاص بخشے کہ وہ اس کام کو خوب تر انداز میں کرتے رہیں۔ آمین۔

افضل حق قرشی

پنجاب یونیورسٹی، لاہور

Marfat.com

الحریت فی الاسلام

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌاَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُالْقَهَّارُ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآاَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِلْحُكْمُ اِلَّالِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمْ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ . (۱۲:۳۹،۴۰)

اے یاران مجلس! بہت سے مالک اور آقا بنالینا اچھا ہے یا ایک ہی خدائے قہار کے آگے جھکنا؟ تم جو اللہ کو چھوڑ کر دوسرے معبودوں کی پوجا کر رہے ہو، تو یہ اس کے سوا کیا ہے کہ چند نام ہیں، جو تم نے اور تمہارے پیشروں نے گھڑ لیے ہیں؟ حالانکہ خدا نے تو اس کے لیے کوئی سند بھیجی نہیں۔ اے گمراہو! یقین کرو کہ تمام جہان میں حکومت صرف اس ایک خدا ہی کے لیے ہے، اس نے حکم دیا ہے کہ صرف اسی کے آگے جھکو۔ یہی دین اسلام کا سیدھا راستہ ہے لیکن افسوس کہ اکثر لوگ ہیں جو نہیں سمجھتے!!

انسان کے تمام نوعی فضائل ومحاسن وعلو،م وشرف کا اصلی منبع [توحید] ہے۔ اس کا اعتقاد انسان کو خدا کے آگے جس قدر تذلل وتعبد اور انکسار وابتہال کے ساتھ جھکاتا ہے، اتنا ہی خدا کی پیدا کی ہوئی تمام کائنات کے آگے سربلند ومغرور کر دیتا ہے، دنیا کی کوئی طاقت اور خدا کے سوا کوئی ہستی، اس کے دل کو مرعوب ومحکوم نہیں کر سکتی، وہ ایک چوکھٹ پر سر جھکا کر اور تمام بندگیوں اور فرمانبرداریوں سے آزاد ہو جاتا ہے اور ایک کا ہو کر سب کو اپنا بنالیتا ہے۔

Marfat.com

اسلام اسی اعتقاد کی دعوت لیکر آیا اور اَنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ کی صدا کے ساتھ حکومت خاندان، نسب، رسم ورواج اور تمیز قوم ومرزبوم کی وہ تمام بیڑیاں کٹ کر گر گئیں، جن کے بوجھ سے نوع انسانی کے پاؤں شل ہو گئے تھے لیکن یہ کتنے تعجب کی بات ہے کہ آج صدیوں سے اس کے پیرو اپنے اندر اس حریت بخش تعلیم کا کوئی ثبوت نہیں رکھتے، ان کے تمام اعمال یکسر نفس واوھام اور انسان واجسام کی غلامی وتعبد کا نمونہ ہیں اور وہ جن بیڑیوں کو کاٹنے آئے تھے، اُن سے زیادہ بوجھل بیڑیاں آج خود اُن کے پاؤں کا زیور ہیں!!

بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بو العجبی ست!

پھر کیا ایک ہی علت دو متضاد نتائج پیدا کر سکتی ہے؟ اور کیا تاریخ اسلام کے آغاز کے صفحے اس کے وسط وآخر کے مقابلہ میں غلط اور پُر فریب تو نہیں ہیں؟ اور اگر نہیں ہیں تو کیا اسلام کی دعوت کی گھڑی، چند ابتدائی سالوں ہی تک کے لئے کی گئی تھی؟

یہ سوالات ہیں، جو قدرتی طور پر اس موقعہ میں پیدا ہوتے ہیں۔

گذشتہ نصف صدی سے عالم اسلامی کی نئی بیداری آزادی وحریت کے ولولوں سے معمور ہے۔ علی الخصوص پچھلے چھ سالوں کے اندر تمام اسلامی ممالک میں جمہوریت اور آزادی کی تحریکیں پیدا ہوئیں، ایران اور ترکی میں پارلیمنٹیں قائم ہوئیں اور بار بار یہ ظاہر کیا گیا کہ اسلام خود اپنے اندر جمہوریت اور مساوات کے اصول رکھتا ہے اور یہ جو کچھ ہوا، اسکی تعلیم کا اصلی منشاء اور اقتضا تھا، مگر (انقلاب عثمانی) پر یورپ کے اخباروں، وقائع نگاروں اور عام اہل قلم نے جس قدر تحریریں لکھیں، مجھ کو یاد ہے کہ اُن میں کوئی قلم ایسا نہ تھا، جس نے شک وشبہ کے ساتھ بھی اس بیان کے قبول کرنے میں تامل نہ کیا ہو۔ مسٹر ای۔ ایف۔ نائٹ، جو عرصے تک یورپین ترکی کے متعدد مقامات میں رہ چکا ہے اور بقول خود سیکڑوں مسلمانوں کا دوست اور اسلامی معلومات کو ایک مسلمان سے بہتر جاننے والا ہے، (سلطان عبدالعزیز) کے واقعہ عزل کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

Marfat.com

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ گو بعض لوگوں کا ایسا خیال ہے کہ (سلطان عبدالعزیز) کو اس کی نااہلی اور ناقابل حکمرانی ہونے کی وجہ سے معزول کرنا قرآن کی تعلیم کے عین مطابق تھا، مگر فی الحقیقت ایسا نہیں ہے اور پکے مسلمانوں کے عقیدے میں دستوری گورنمنٹ مذہباً قبول نہیں کی جاسکتی۔ البتہ نوجوان ترکوں کا یہ بیان ہے کہ اسلام ظلم وتعدی کو پسند نہیں کرتا اور اس نے قوموں اور ملکوں کو اپنے اوپر آپ حکومت کرنے کا حوصلہ دلایا ہے، چنانچہ اب کچھ مدت سے قرآن کی چند آیتیں بتلائی جاتی ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا ظلم کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا اور جب لوگ اپنے کاموں کا باہمی مشورے سے انتظام کرتے ہیں تو خدا ان کو اجر دیتا ہے[1]۔

مسٹر [نائٹ] اسلامی معلومات کی واقفیت پر نازاں ہیں، مگر ہم کو معلوم ہے کہ مشرقی معلومات کے تبحر کا یورپ کی اصطلاح میں کتنا ظرف ہے، اس لئے انکا بیان چنداں قابل اعتنا نہیں، لیکن پروفیسر [ویمبرے] جس نے ترکی کے قلب میں رہ کر نشو ونما پائی ہے، جو برسوں مسلمانوں کے قافلوں میں ایک مسلمان سیاح یقین کیا گیا ہے جو قرآن کی سورتوں کی عربی لب ولہجہ میں تلاوت کرتا ہے، اس فتوے کا ذکر کرتے ہوئے، جو شیخ الاسلام نے سلطان عبدالعزیز کے عزل پر لکھا تھا، رقم طراز ہے:

"چونکہ تمام مذہبی کتابوں میں کھینچ تان کے تاویلیں کی جاسکتی ہیں، اس لیے قرآن کی آیتیں کانسٹی ٹیوشنل گورنمنٹ اور حریت ومساوات کی تائید میں بآسانی مل گئیں، لیکن یہ تمام بدعتیں دراصل یورپ سے حاصل کی گئی تھیں، گو ان کا منبع اسلام قرار دیا گیا، اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے کہ:

شاورھم فی الامر .

اپنے معاملات کے لئے باہم مشورہ کرلیا کرو۔

پارلیمنٹ قائم کرنے کی تاکید ثابت کی گئی۔

Marfat.com

پھر ایک دوسرے موقعہ پر اسلام کو عام ایشیائی مطلق العنانی سے نا قابل استثناء قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے:

''کہا جاتا ہے کہ خلافت راشدہ کے دور کے حکمراں، عدل وانصاف سے متصف تھے۔ خلیفہ اول نے منصب خلافت قبول کرتے ہوئے مسلمانوں سے کہا:

جب تک انصاف پر چلوں میرا ساتھ دو اور اگر اس کے خلاف کروں تو ملامت کرو..... ''جب تک میں احکام شریعت کی تعمیل کروں، تم کو میری اطاعت کرنی چاہئے، لیکن اگر تم دیکھو کہ میں بال برابر بھی راہ شریعت سے ہٹ گیا ہوں تو میرا کہنا ہرگز نہ مانو''

خلیفہ دوم کی نسبت بھی ایسا ہی کہا جاتا ہے..... جو مسلمان آج کل کی آزادانہ طرز حکومت پر شیفتہ ہیں، وہ اس طرح کی بہت سی نظیریں پیدا کر کے مسلمان بادشاہوں کے عدل وانصاف کو ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ اسلام کے دور اول میں فرمانرواؤں کا یہی حال تھا، تو بھی یہ حالت دیر تک قائم نہیں رہی[2]۔

اس کے بعد تاریخ اسلام کی اس مزعومہ عام شخصیت اور استبداد پسندی میں بعض فرمانرواؤں کا عدل ولیاقت سے اتصاف تسلیم کرتا ہے، لیکن مثال میں بابر، حسین مرزا اور ہمایوں واکبر کے سوا، تاریخ اسلام کے اس عظیم الشان ماہر کو اور کوئی نام نہیں ملتا:

و ذٰلک مبلغهم من العلم.

یہ یورپ کے ایک مشہور مستشرق کا خیال ہے اور گو "وشاورهم فی الامر" ہم کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال میں نہ ملے، مگر قرآن سے ڈھونڈھ کر نکال سکتے ہیں اور اس کی اتنی واقفیت کو بھی غنیمت سمجھتے ہیں۔

اسلام کے ماضی وحال کا جب مقابلہ کیا جائیگا۔ تو اس طرح کے خیالات کا پیدا ہونا قدرتی ہے، ایک ضعیف ولب گور بیمار اگر اپنی صحت وتوانائی کے عہد کی طاقت آزمائیوں کو

Marfat.com

بیان کرے تو عجب نہیں کہ سننے والے اس کے نحیف وحزار چہرے کو دیکھ کر تسلیم کرنے میں متامل ہوں۔ مسلمان آج اپنے بڑھاپے کے انحطاط واضمحلال میں مبتلا ہیں۔ ان کے قویٰ مضمحل ہو چکے اور ان کے چہرے پر رونق وشگفتگی کی جگہ، افسردگی اور مردنی چھا گئی ہے۔ پھر ان کے ''ذکر جوانی در عہد پیری'' کو آج کون بغیر شک وشبہ کے تسلیم کریگا؟ گری ہوئی دیواروں اور شکستہ اینٹوں کا ڈھیر ممکن ہے کہ کبھی ایک قصر چہل ستون ہو، مگر اس وقت تو ایک مٹی کے ڈھیر سے زیادہ نہیں!

فتادم دام بر کنجشک و شادم ،یاد آں ہمت
کہ گر سیمرغ می آمد بدام ،آزاد می کردم

تاہم جستجو کرنی چاہیئے کہ اسلام کی جمہوریت اور آزادانہ روح کی نسبت آج جو کچھ کہا جاتا ہے، وہ یورپ کے اثر سے پیدا کی ہوئی تاویلیں اور انقلاب فرانس کی بخشی ہوئی حریت کا عکسِ مستعار ہیں، یا خود اسلام اپنی روز پیدائش ہی سے اس روح کو اپنے اندر رکھتا تھا اور کیا یہ واقعی مسٹر نائٹ اور ویمبرے کے الفاظ میں ''چند برسوں'' کے نوزائیدہ خیالات ہیں، یا تیرہ سو برس سے اسلامی دعوت وتعلیم کے صحائف واسفار میں مدفون چلے آتے ہیں؟

ایک دوسرا گروہ

علاوہ بریں اس جستجو وتفحص کے لئے متذکرہ صدر خیالات سے بھی بڑھ کر ایک اور خیال محرک ہے۔

اسلام کے متعلق یورپ اور مسیحیت کی ضلالت اندیشی عام ہے۔ اس نے اب تک جو کچھ سمجھا ہے اور ظاہر کیا ہے، وہ تمام تر مجموعہ افترا و اکاذیب ہے۔، وہ اس جسم کے کسی خال وخد کے دیکھنے ہی میں غلطی نہیں کرتا، بلکہ اسکی نظر میں از سر تا پا اس کی ہیت وصورت مکروہ ہے۔ پس اگر اسلام کی تعلیم حریت کے متعلق وہ اس طرح کے، خیالات رکھتا ہو تو یہ چنداں عجیب ومستبعد نہیں۔

Marfat.com

لیکن بدبختی یہ ہے کہ اسلام کی تعلیم کے سمجھنے میں ہمیشہ غیروں سے زیادہ خود اپنوں نے ٹھوکریں کھائی ہیں۔

گذشتہ دس سال کے اندر ایران اور ترکی کے اندر جمہوریت کی تحریکیں بارآور ہوئیں اور نظام حکومت شخصی استبداد حکمرانی کی جگہ دستوری وآئینی طرز حکومت پر قرار پایا۔ اس قسم کے انقلابات قدرتی طور پر امن وسکون حاصل کرنے کے لئے ایک زمانہ ممتد کے محتاج ہوتے ہیں۔ بیمار آدمی کو گو بہتر سے بہتر نسخہ مل جائے، مگر اسکے استعمال کے نتائج کے لئے انتظار ناگزیر ہے۔، بدقسمتی سے ان دونوں حکومتوں کو ناگہانی انقلاب کے قدرتی نتائج، اختلال وانتشاش اور اجانب کے فشار وہجوم سے مہلت نہ ملی اور اسکے بعد ہی بربادیوں اور تباہیوں کا ایک سلسلہ غیر منقطع شروع ہوگیا۔ علی الخصوص دولت عثمانیہ، جو موجودہ جنگ کی بربادیوں سے بالکل نیم جاں ہوگئی ہے۔

عام نگاہیں جو انقلاب حکومت سے نتائج عاجلہ کی منتظر تھیں، انہوں نے دیکھا کہ نتائج مطلوبہ ایک طرف، انقلاب کے بعد تو پچھلی حالت بھی قائم نہ رہ سکی اور بربادیوں کا ایک سیلاب عظیم ہر طرف سے امنڈ آیا۔ بظاہر ہر مقدم واقعہ، موخر کی علت ہوتا ہے، اس لئے بہتوں نے یقین کرلیا کہ یہ تمام بربادیاں صرف دستوری حکومت کے نتائج ہیں، اور پھر اس الزام سے اسلام کو بچانے کے لئے یہ سمجھ لیا گیا کہ اسلام صرف شخصی حکومت ہی کا مجوز ہے اور ''مشورہ'' اور ''شوریٰ'' سے حکومت دستوری مقصود نہیں۔ یا ہے بھی تو وہ کوئی اور شے ہوگی جس کی ہمیں خبر نہیں۔ کم از کم دستوری نظام حکومت کو تو اس سے کوئی تعلق نہیں!

اس طرح وہی اسلام، جو کل تک شخصیت کا دشمن اور حکومت مستبدہ کا قامع یقین کیا جاتا تھا اور اس کے لئے قرآن کریم کی آیات سے استدلال کیا جاتا تھا، ترکی اور ایران کے حوادث کے بعد آئین ودستور کا اعدعدو مخالف ہوگیا!

Marfat.com

وَمَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ ط إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ ج وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا (۲۸:۵۳)

آج ہندوستان کے مسلمانوں میں شاید نصف سے زیادہ اخبار بین طبقہ اسی غلطی میں مبتلا ہے۔

لیکن فی الحقیقت یہ ایک نہایت خطرناک گمراہی ہے۔ اسلام اگر حریت و جمہوریت کا حامی ہے، تو اس کے لیے وہ ترکی اور ایران کے تجربے کا محتاج نہیں اور اگر مخالف ہے، تو مدحت پاشا یا جمال الدین کی تحریک اس کو حامی نہیں بنا سکتی۔ پھر ہم کو اسلام کے متعلق ایک مختتم فیصلہ کر لینا چاہیے۔ وہ ایک تعلیم ہے۔ کوئی پیچیدہ راز نہیں ہے۔ اس کی تعلیم کی جو حقیقت ہمارے سامنے ہوگی، وہ ہمیشہ قائم رہے گی، خواہ تمام دنیا کی جمہوری حکومتیں غارت ہو جائیں، خواہ دنیا سے شخصیت و استبداد کا نام و نشان ہمیشہ کے لئے مٹ جائے۔

کوئی تعلیم تجربے کی ناکامیوں کی ذمہ دار نہیں ہو سکتی۔ تجربہ حالات و حوادث اور اپنے اطراف و ماحول سے وابستہ ہوتا ہے، پس دنیا میں کبھی کامیابیاں ہوتی ہیں، کبھی ناکامیاں لیکن قانون اور تعلیم کی حقیقت ہمیشہ یکساں ہوتی ہے۔

کچھ ہرج نہ تھا اگر لوگ ایران اور ترکی کے انقلاب پر معترض ہوتے، کچھ مضائقہ نہ تھا اگر وہ وہاں کے حامیان دستور پر لعنت بھیجتے اور وہاں کے رجال انقلاب کی سخت سے سخت مذمت کرتے۔ اسلام کے احکام اس کے پیروؤں کی غلطیوں سے [illegible] ہوسکتے اور اسلام کی کس تعلیم کا آج ہم نے اپنے تئیں نمونہ بنایا ہے کہ اس امر خاص میں ہمارا عمل اس کی تعلیم کا آئینہ ہوتا؟ لیکن مصیبت یہ ہے کہ سرے سے جمہوریت اور نظام شوریٰ ہی کو اسلام کا ضد اور مخالف بتلایا جاتا ہے اور اس طرح اسلام کی دعوت و تعلیم کے متعلق (کہ پیشتر ہی سے غلط فہمیوں اور غلط اندیشیوں میں ملفوف ہے) ایک نئی اور نہایت سخت تاریکی پھیلائی جارہی ہے۔

Marfat.com

حالانکہ اسلام کو شخصی حکومت کا حامی بتلانا ایک ایسی اشد شدید ضلالت ہے، جس کا تصور بھی اس کے دامن حریت پرور کے لئے معصیت کبریٰ سے کم نہیں۔

پس ضرور ہے کہ اس غلط فہمی کا، اس کی ترقی واشاعت سے پہلے انسداد کیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ حوادث وآلام کا زہری اثر نادانوں کو اسلام کے متعلق ایک سخت ضلالت اندیشانہ عقیدے پر استوار کردے۔ اس کا تو کچھ غم نہیں کہ ترکی اور ایران کے رجال انقلاب کے متعلق دنیا کیا سمجھتی ہے؟ البتہ اسلام کے دامن عصمت پر جہل وتاریکی اور ظلم واستبداد کی حمایت کا دھبہ گوارا نہیں کیا جاسکتا:

من و دل گرفنا شدیم ، چہ باک ؟
غرض اندر میاں سلامت اوست

Marfat.com

نظام حکومت اسلامیہ

وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ (۴۲:۳۸)

تمام دنیا میں جمہوریت کے خیالات پھیل رہے ہیں، شخصی استبداد و مطلق الحکمی سے ہر جگہ نفرت کی جارہی ہے اور اس حقیقت کا اعتراف پیہم ہے کہ قانونی و سیاسی آزادی میں تمام انسان مساوی الرتبہ ہیں۔ قوم کو اپنے ثمرات ملک سے تمتع کا حق حاصل ہے۔ وہ اس حق میں دوسروں پر مقدم ہے۔

دنیا کی تمام قومیں اس حقیقت پر ایمان لا چکی ہیں اور ہر ممکن ذریعہ و کوشش سے اس کے حصول کے لیے کوشاں ہیں۔ بعض کوششیں ہدف مقصود تک پہنچ چکی ہیں اور بعض پہنچنے کے قریب ہیں۔

لیکن مسلمان جو دنیا کی آبادی کا پانچواں حصہ ہیں، اب تک اس حقیقت سے بے خبر ہیں اور جو باخبر ہیں وہ ان کے تصور میں اس کی صورت مہیب ہے۔ حالانکہ اس حق طلب اور داد خواہ جماعت میں سب کے آگے مسلمانوں کو ہونا چاہیے تھا، کیونکہ ان کا پیغمبرؐ دنیا میں صرف اس لئے آیا، تا کہ انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نجات دلائے۔

یورپ کی قومیں دور سے کھڑی مسلمانوں کے اعمال و حرکات جہل عن الحقیقت کا تماشا دیکھ رہی ہیں۔ ہم کو از راہ لطف و کرم اس راستے کے شدائد و خطرات سے مطلع کیا جاتا ہے اور وعید و تہدید کی کڑک میں یہ تنبیہ کرنے والی آواز سنائی دیتی ہے کہ:

Marfat.com

"دیکھنا! اس زنجیر کو جس سختی سے کاٹنا چاہو گے، اسی سختی سے یہ پاؤں میں اور زیادہ لپٹ جائے گی۔"

اکثر واعظین سیاست از راہ شفقت و نصیحت دینی ہم کو یہ بھی تلقین کرتے ہیں کہ حریت حکومت کے لئے اس قسم کی کوششیں اور جدوجہد، تعلیمات قرآنیہ کے خلاف اور تاریخ اسلام کے منافی ہیں۔

لیکن واقعہ یہ ہے کہ واقعات تازہ نے مسلمانوں کی حسیات زندہ کر دیے ہیں، ان کو اپنا از یاد رفتہ خواب پھر یاد آ گیا ہے۔ اتباع احکام ربانی کے لیے ان میں ایک نیا ولولہ پیدا ہو گیا ہے اور اسلام کی حریت و آزادی کے اسباق پر پھر انہوں نے نظر ڈالنی شروع کر دی ہے، اس لیے ان کے ناصحین و مشفقین سیاست کو ان کی ہدایت سے مایوس ہو جانا چاہیے کہ ان کا اب گمراہ ہی ہونا ان کے حق میں ہدایت سے بہتر ہے۔

واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

توبت زہد فروشان ریاکار گذشت
وقت شادی و طرب کردن رنداں بر خاست!

اسلام خود اپنے بیان کے مطابق:

"رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً"

دین و دنیا کی اصلاح کے لیے آیا تھا اور اسی لیے دونوں جہان کی برکات اس کے ساتھ تھیں۔ پھر اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ اسلام کے خزانہ ہدایت میں حسنات سیاست دنیاوی کا وجود نہیں، تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ نصف خدمت انسانی کی انجام دہی سے وہ مقصر رہا، جس کا تخیل بھی کوئی مسلمان نہیں کر سکتا، اس لئے ضروری ہے کہ ہر مسلمان اسلام کے کارنامہ ہائے سیاسیہ اور طرق اصلاح حکومت دینویہ سے آج واقفیت حاصل کرے۔

Marfat.com

ظھر الفساد فی البر والبحر

آج سے ۱۳۳۱ برس پہلے کا واقعہ ہے کہ دنیا استبداد واستعباد کے عذاب الیم میں مبتلا تھی۔ غلامی کی زنجیروں نے اس کا بند بند جکڑ رکھا تھا، فرمانروریان ملک، امرائے شہر، روسائے قبائل، اپنے اپنے حلقہ فرمانروائی میں "اربابا من دون اللہ" تھے اور ان کے ہاتھ میں ان کے اطاعت گذار اور پیرو با اکمل مثل معدوم الارادۃ آلات عمل کے تھے، جن کی زندگی کا موضوع واحد صرف اپنے قادر قابض کی تکمیل ہوائے نفس واتباع مرضات تھا۔ صداقتوں کی حقیقت اور امور واقعات کی صداقت کا فیصلہ سلاطین وامراء کے چشم وابرو کا ایک اشارہ اور ملوک و رؤساء کے کام ودہن کی ایک جنبش کرتی تھی۔ مسیح سے ۱۷۰۰ برس پہلے، ذات شاہی ہر تقدیس سے متصف، ہر احترام فوق العادت سے مقدس اور ہر نقص وعیب سے مبرا تھی، کیونکہ وہ خدا تھی، خدا کا سایہ تھی، یا کم از کم مرتبہ انسانیت سے ایک بالاتر شے ضرور تھی!

فراعنہ مصر دیوتا تھے۔ اسی لئے مصر کے ایک فرعون نے مسیح سے ۱۷۰۰ برس پہلے اپنے درباریوں کو کہا تھا" انا ربکم الاعلیٰ " یعنی موسیٰ کا خدا کون ہے؟ تمہارا بڑا خدا تو میں ہوں" کلدانیوں کے ملک میں نمرود بابل کی پرستش کے لیے ہیکل بنتے تھے، ہندوستان کے راجہ دیوتاؤں کے اوتار بن کر زمین پر اترتے تھے، روما کا پوپ خدا کے فرزند کا جانشین تھا اور اس کا آستانہ قدس سجدہ گاہ ملوک وسلاطین۔

روم کے قیصر اور فارس کے کسریٰ، گو دیوتا نہ تھے، لیکن فطرت بشریہ سے منزہ اور مرتبہ انسانیہ سے بلند تر ہستی تھے، جن کے سامنے بیٹھنا ممنوع، جن کے سامنے ابتدائے کلام گناہ، جن کا نام لینا سوء ادب اور جن کی شان میں ادنیٰ سا اعتراض بھی موجب قتل تھا۔ بیت المال ملکی سامان مصرف، رعایائے ملک غلامان درگہ شاہنشاہی تھے۔

Marfat.com

دنیا اسی تعبد و غلامی اور ذلت و تحقیر میں تھی کہ بحر احمر کے سواحل پر ریگستانی سرزمین میں ایک "عربی بادشاہ" کا ظہور ہوا، جس نے اپنے معجزانہ زور و توانائی سے قیصر و کسریٰ کے تخت الٹ دیے، بابائے رومتہ الکبریٰ کے ایوان قدس کی بنیادیں ہلا دیں، تعبد و غلامی کی زنجیریں اس کی شمشیر غیر آہنی کی ایک ضرب سے کٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں اور استقلالِ ذاتِ وفکر، حریتِ خیال و رائے، شرف واحترامِ نفس، مساوات حقوق اور ابطال شاہنشہی کی روشنی دنیائے قدیم [۳] کے قلب سے نکل کر تمام دنیا میں پھیل گئی۔ شاہان عالم مرتبہ قدوسیت و معصومیت سے گر کر عام سطح انسانی پر آ گئے اور عام انسان سطح غلامی و حیوانیت سے بلند ہو کر مصر و بابل کے دیوتاؤں اور روم و ایران کے قیصر و کسریٰ کے پہلو بہ پہلو کھڑے ہو گئے اور بقول گبن (مشہور مورخ):

"قوائے عمل و زندہ دلی جو صومعوں اور خانقاہوں میں پڑی سوتی تھی، عسکرِ حجاز کی آواز دہل سے چونک پڑی اور اسلام کی اس نئی سوسائٹی کا ہر ممبر حسب استعداد فطرت وحوصلہ اپنے اپنے مرتبے پر پہنچ گیا"

یہ معجزانہ قوت و توانائی کیا تھی؟ جلال روحانی سے بھری ہوئی ایک آواز تھی، جو بوقبیس کی پہاڑی سے بلند ہوئی اور جس سے گنبد عالم کا گوشہ گوشہ گونج اٹھا، کہ اے اہل عالم!

تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ (۳:۶۴)

آؤ ایک بات جو اصولاً و عقلاً ہم میں متفق علیہ ہے، اس کو عملاً بھی تسلیم کر لیں، یعنی خدا کے سوا کسی کی پرستش نہ کریں، نہ اس کی خدائی میں کسی کو شریک ٹھہرائیں اور نہ ہم خدا کے سوا ایک دوسرے کو اپنا خدا اور آقا بنائیں۔

اس ایک آواز سے انسانی جباری والوہیت کے بت سرنگوں ہو کر گر پڑے۔ شہنشاہیوں کا پرُ اسرار اور عجیب الخواص طلسم ٹوٹ گیا، بادشاہ، خادم رعایا، بیت المال، خزینہ

Marfat.com

عمومی اور تمام انسان مساوی الرتبہ قرار پا گئے۔ عرب کے بادشاہ نے نہ اپنے لئے قصر وایوان تیار کرایا، نہ قاقم ودیبا کے فرش بچھائے، نہ سونے چاندی کی کرسیوں سے دربار سجایا اور نہ اس نے اپنی ہستی کو انسانیت سے مافوق بتایا، بلکہ علی الاعلان کہہ دیا:

اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ

میں بھی تمہاری ہی طرح ایک آدمی ہوں۔

یہ تو عرب سے باہر کا حال تھا۔ خود عرب کا حال کیا تھا؟ اطراف عرب یمن، یمامہ، غسان، حیرہ، بحرین، عمان میں روم وفارس کے ماتحت جو ریاستیں تھیں، وہ تو سرتاپا روم وایران کے رنگ میں رنگی ہوئی تھیں لیکن وسط عرب کی بھی حالت یہ تھی کہ اسلام سے پہلے وہ بالکل مبتلائے فوضویت تھا۔ جس طرح قبیلے قبیلے کا خدا الگ تھا، اسی طرح ہر ہر قبیلے کا شیخ بھی الگ تھا، آپس کی جنگ وجدال اور حرب وقتال نے تمام ملک کو کارزار بنا رکھا تھا، بے اطمینانی وبے امنی عرب کے گوشے گوشے میں موجود تھی، قبائل کی ایک دوسرے کے مملوکات پر غارت گری، بہترین کسب معاش تھی۔ اس پر شعرائے قبائل، فخریہ قصائد لکھتے تھے اور ہر شخص دوسرے کی عزت ومال کو اپنے لئے بہترین مصرف قرار دیتا تھا۔

غرضیکہ دنیا کے اس خشک وبے آب ملک کا چپہ چپہ انسانوں کے خون سے سیراب کیا جارہا تھا کہ دفعتاً سلطنت الٰہی کا ظہور ہوا اور وادیٔ مکہ میں عرب کے سب سے بڑے مجمع کے اندر اس کے اس فرمان کا اعلان کیا گیا کہ: اے اولاد آدم!

الا ان دماء کم وا موالکم حرمت علیکم کحرمة یو مکم هذا، فی شهر کم هذا ، فی بلد کم هذا ، الا کل شیٔ من امر الجاهلیة تحت

ہوشیار ہو جاؤ کہ آج جان اور مال کی حرمت قائم کی جاتی ہے، جس طرح کہ آج کے روز کی اس شہر مکہ میں اور اس ماہ حج میں حرمت ہے۔ ہوشیار ہو کہ

Marfat.com

قدمی موضوع و دماء الجاهلية موضوعة وان اول دم اضعه من دمائنادم ابن ربيعة الحارث ! (الحديث صحاح)

جاہلیت کی تمام باتیں آج میرے پاؤں کے نیچے ہیں۔ایام جاہلیت کی خونریزی اور اس کے انتظام کے تمام واقعات آج سے فراموش ہوں۔سب سے پہلے میں خود اپنے عم زاد بھائی ابن ربیعہ بن حارث کا خون فراموش کرتا ہوں۔

یہ ایک آواز تھی، جس سے عرب کی پرشور وشر فضا میں سکوت طاری ہوگیا، امن عام کا ابر چھا گیا، حکومت الٰہی کے اس داعی نے نصرانی شہزادہ طے سے فرمایا تھا کہ:

"عرب کی بے اطمینانی سے نہ گھبراؤ۔وہ وقت آئے گا کہ ایک بڑھیا سونا اچھالتی ہوئی عرب کے ایک گوشے سے دوسرے گوشے میں نکل جائے گی اور کوئی اس سے تعرض نہ کرے گا"

پس وہ وقت آ گیا کہ بڑھیا سونا اچھالتی ہوئی ایک گوشے سے دوسرے گوشے میں نکل گئی اور کسی نے اس سے تعرض نہ کیا

تاسیس اصلاحات حکومت

اس سلسلہ میں یہ عجیب بات ہے کہ اسلام نے حکومت اسلامی کا جو نظام قرار دیا، وہ ایک ایسی چیز تھی، جو اس کے گرد وپیش کے نظامات حکومت میں کہیں بھی موجود نہ تھی۔اس نے ایک باقاعدہ قانونی وجمہوری حکومت کی بنیاد ڈالی۔حقوق عامہ کی تشریح وتعیین کی، تعزیرات، حدود و جرائم کے مناصب قائم کئے۔مالی، ملکی اور انتظامی قوانین وضع کیے، عدل وانصاف کی تعلیم دی، قانونی تسامح واستثنائے شخصی کی ممانعت کی، شخصی حکومت وذاتی امتیاز کو یک قلم مٹا دیا۔

یہ مجمل بیانات ہیں جن کی تفصیل واثبات کے لئے موجودہ اصول جمہوریت وعمومیت کی بنا پر، متعدد مباحث طے کرنے چاہئیں۔

Marfat.com

نظام جمہوریت

ایک بہتر سے بہتر حکومت کے تخیل کے لوازم کیا ہیں؟ اس کے جواب میں ہمارا موجودہ سیاسی لٹریچر ان دفعات سے بہتر کوئی شے نہیں پیش کر سکتا، جو انقلاب فرانس کے شدائد و مصائب کے بعد اٹھارویں صدی میں مرتب ہوئے اور جن پر آج جمہوری حکومتوں کا عمل ہے۔ یعنی:

۱۔ حکومت جمہور کی ملک ہے، وہ ذاتی یا خاندانی ملک نہیں۔

۲۔ تمام اہل ملک ہر قسم کے حقوق و قانون میں مساوی ہیں۔

۳۔ رئیس ملک (پریسیڈنٹ) جس کو اسلام کی اصطلاح میں امام یا خلیفہ کہتے ہیں، اس کا تقرر ملک کے انتخاب و اختیار عام سے ہو اور اس کو دیگر باشندگان ملک پر کوئی ترجیح نہ ہو۔

۴۔ تمام معاملات ملکی اور امور انتظامی و قانونی ملک کے اہل الرائے اشخاص کے مشورہ سے انجام پائیں۔

۵۔ بیت المال یا خزانہ ملکی عام ملک کی ملکیت ہو۔ رئیس کو بغیر مشورۂ ملک و اہل حل وعقد کے اس پر تصرف کا کوئی حق نہ ہو۔

حکومت جمہور کی ملک ہے، وہ ذاتی یا خاندانی ملک نہیں

یہ بحث درحقیقت زبدۂ مباحث اور خلاصۂ جمہوریت ہے اور آئندہ کی تمام بحثیں درحقیقت اسی اصل کی فروع اور متعلقات ہیں۔ اس دعویٰ کے اثبات کے لئے کہ "اسلام میں حکومت جمہور کی ملک ہے اور کسی خاص شخص کی ذاتی یا خاندانی ملک نہیں" بہترین دلیل خود اسی کی زبان ہے۔ قرآن مجید کا یہ حکم ہر شخص کو معلوم ہے:

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ (۳:۵۳)

امور حکومت میں اے نبی! مسلمانوں سے مشورہ لے لیا کرو۔

Marfat.com

دوسری جگہ حکومت اسلامیہ کی مدح میں ارشاد فرمایا:

وَاَمْرُهُمْ شُورٰى بَيْنَهُمْ (۴۲:۳۶)

ان کی حکومت باہمی مشورہ سے ہے۔

ان دونوں آیتوں میں سے پہلی آیت میں حکومت کے لئے شورۂ عام کا حکم دیا گیا ہے اور دوسری آیت میں اس حکم کی تعمیل کی تصدیق کی گئی۔ ان دونوں آیتوں سے چند باتیں ظاہر ہوتی ہیں:

۱۔ حکومت اسلامیہ میں مشورۂ عام شرط ہے۔

۲۔ حکومت کی اضافت عام مسلمانوں کی طرف کی گئی ہے، جس سے یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حکومت اسلامیہ کسی کی ذاتی ملک نہیں بلکہ جمہور اسلام کی ملک ہے

۳۔ تیسری بات ان سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ مسلمانوں کے دور اول میں اسی پر عمل تھا، کیونکہ بغیر تاریخ سے مدد لئے ہوئے خود قرآن ہم کو بتلاتا ہے کہ "ان کی حکومت باہمی مشورے سے ہے۔

قرآن مجید کی ان آیات میں ہم کو اپنے دعوے کے اثبات کے لئے کسی دوسری دلیل کی احتیاج نہیں لیکن واقعات کے سلسلہ ترتیب اور اعدائے اسلام کی تبکیت کے لئے ہم کو چند دیگر واقعات کا بھی اضافہ کرنا ہے جس سے اس کا عملی رخ اور زیادہ واضح ہو جائے:

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور خلفاء راشدین نے اپنا جانشین کسی عزیز یا اپنے بیٹے کو نہیں بنایا۔

۲۔ تمام معاملات ضروری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین مہاجرین و انصار سے خصوصاً اور عام مسلمانوں سے عموماً مشورہ لیتے تھے۔

۳۔ خلفا کا تقرر عموماً مشورۂ عام سے ہوتا تھا۔

Marfat.com

۴۔ بیت المال عام مسلمانوں کا حق تھا۔ کبھی ذاتی طور پر اس کو صرف میں نہیں لایا گیا اور اسی لئے اس کا نام "بیت مال المسلمین" تھا۔

حالانکہ اگر اسلام شخصی حکومت کی بنیاد رکھتا تو ضرور تھا کہ امور مذکورہ، بالکلیہ حکومت اسلامیہ میں مفقود ہوتے۔

الغرض آیات مذکورہ کے علاوہ خلفاء کا عام مجمع میں انتخاب، آزادی وحریت کے ساتھ ان کے احکام واعمال کا انتقاد، امور مہمہ میں خلفاء کا اہل الرائے اور ارباب حل وعقد سے استشارہ، بیت المال کی شخصی حرمت اور اس کا "خزینہ عمومیہ" ہونا، اس امر کا محکم ترین ثبوت ہے کہ اسلام میں حکومت، جمہور ملک کی طاقت کا نام ہے، وہ کوئی شخصی استبداد نہیں۔

تمام اہل ملک مراتب حقوق، قانون، اور قواعد مملکت میں مساوی ہیں

درحقیقت یہ اسلام کی واضح ترین خصوصیت ہے کہ اسکی نظر میں آقا اور غلام، معزز اور حقیر، چھوٹا اور بڑا، امیر اور فقیر، سب برابر ہیں۔ صہیب و بلال جو آزاد شدہ غلام تھے، سرداران قریش کے پہلو بہ پہلو ان کا نام ہے۔ اسلام کے سامنے صرف ایک ہی چیز ہے جس سے انسانوں کے باہمی رتبے میں تفریق ہو سکتی ہے۔ یعنی تقویٰ اور حسن عمل:

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (۴۹.۱۳)

تم میں زیادہ معزز وہی ہے جو زیادہ متقی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک فقرے میں مراتب کی تفریق کر دی:

الکرم التقویٰ (ترمذی باب مفاخرۃ)

بزرگی اور بڑائی، صرف تقویٰ وحسنِ عمل ہے۔

لیس لاحد علیٰ احد فضل الا بدین و تقویٰ (مشکوۃ باب مفاخرۃ)

ایک کو دوسرے پر فضیلت دینی اور تقویٰ کے سوا اور کوئی حق ترجیح وفضیلت نہیں ہے۔

Marfat.com

الناس كلهم بنو ادم، و ادم من تراب (مشكوة باب مفاخرة)

تمام انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنا تھا، پس سب آپس میں برابر ہیں۔

مساوات قانونی کی اصلی تصویر صرف اسلام کے مرقع ہی میں مل سکتی ہے۔ قانون اسلام کی نگاہ میں حاکم و محکوم اور امام و عامۂ ناس یکساں ہیں۔ کیا اسلام سے پہلے یہ ممکن تھا کہ بادشاہ اپنی رعایا کے مقابلہ میں ایک معمولی آدمی کی طرح عدالت میں حاضر ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ میں ایک معاملہ کی نسبت نزاع ہوئی۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ہاں مقدمہ پیش ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب ان کے پاس گئے تو انہوں نے تعظیم کے لئے جگہ خالی کر دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابن ثابت رضی اللہ عنہ! یہ پہلی بے انصافی ہے جو تم نے اس مقدمے میں کی" یہ کہہ کر اپنے فریق کے برابر بیٹھ گئے۔ (کتاب الخراج)

اسی طرح حضرت امیر رضی اللہ عنہ جب ایک مقدمہ میں مدعا علیہ بن کر آئے تو ان کو مدعی کے برابر کھڑا ہونا پڑا۔ (عقد الفرید)

عہد عباسیہ میں حکومت اسلامی کی خصوصیات بہت کم باقی تھیں، لیکن پھر بھی جب مدینہ کے قلیوں نے خلیفہ منصور پر دار القضا میں دعویٰ کیا، تو خلیفہ کو تنہا ان قلیوں کے دوش بدوش قاضی کے سامنے آنا پڑا۔ مامون کے دربار میں اسکے بیٹے عباس پر ایک بڑھیا نے نالش کی اور شہزادہ عباس کو بر سر دربار بڑھیا کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے مقدمہ کی سماعت کرنی پڑی۔

قانون اسلامی میں قریب و بعید کا بھی کوئی امتیاز نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرما دیا:

عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اقيموا حددو الله على القريب و البعيد، ولا تاخذ كم فى الله لومة لائم (ابن ماجه كتاب الحدود)

Marfat.com

خدا کے حدود یعنی خدا کے مقرر کردہ قوانین و آئین دور و قریب، رشتہ دار وغیر رشتہ دار سب پر یکساں جاری کرو اور خدا کے معاملہ میں تم ملامت کرنے والوں کی ملامت کی پروانہ کرو۔

جبلہ بن ایہم الغسانی

جبلہ بن ایہم غسانی ایک عیسائی شاہزادے نے عہد فاروقی میں اسلام قبول کیا تھا طواف کعبہ کے موقع پر اس کی چادر کا ایک گوشہ ایک شخص کے پاؤں کے نیچے آ گیا۔ جبلہ نے اس کے منہ پر ایک تھپڑ کھینچ مارا۔ اس نے بھی برابر کا جواب دیا۔ جبلہ غصہ سے بیتاب ہو گیا اور حضرت عمرؓ کے پاس آ کر شکایت کی۔ آپ نے سن کر کہا کہ تم نے جیسا کیا تھا، ویسی ہی اس کی سزا بھی پالی۔ اس نے کہا:

"ہمارے ساتھ کوئی گستاخی کرے تو اس کی سزا قتل ہے"

مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"ہاں، جاہلیت میں ایسا ہی تھا، لیکن اسلام نے شریف و ذلیل اور پست و بلند کو ایک کر دیا"

جبلہ اس ضد میں پھر عیسائی ہو گیا اور روم بھاگ گیا، لیکن خلیفۂ اسلام نے مساوات اسلامی کی قانون شکنی گوارہ نہ کی۔

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ

مساوات قانونی کو چھوڑ کر اسلام کی عام طرز مساوات پر غور کرنا چاہیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام مسلمانوں کے آقا اور سردار تھے، تاہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام مسلمانوں سے اپنے لیے کبھی کوئی زیادہ امتیاز نہیں چاہا۔

Marfat.com

ایک سفر میں کھانا پکانے کے لئے صحابہ رضوان اللہ اجمعین نے کام تقسیم کر لئے ،تو جنگل سے لکڑیاں لانے کی خدمت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ذمہ لی!

حضرت انس رضی اللہ عنہ دس برس خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں رہے لیکن ان کا بیان ہے کہ اس مدت طویل میں مَیں نے جتنی خدمت آپ کی کی ،اس سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری کی۔ مساوات کا یہ عالم تھا کہ:

ما قال لی فی شئی لما فعلت

یعنی تحکمانہ کام لینا یا جھڑکی دینا تو بڑی بات ہے، کبھی آپ نے اتنا بھی نہ کہا کہ فلاں کام یوں سے یوں کیوں کیا؟

غلام اور آقا

ایک صحابی نے اپنے غلام کو مارا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''یہ تمھارے بھائی ہیں، جن کو خدا نے تمھارے ہاتھ میں دیا ہے۔ جو خود کھاؤ وہ ان کو کھلاؤ، جو خود پہنو، وہ ان کو پہناؤ''

اسلام نے نہایت شدت کے ساتھ اس سے روکا کہ کوئی انسان کسی دوسرے انسان کو، خواہ وہ کیسا ہی ادنیٰ درجہ کا کیوں نہ سمجھا جاتا ہو، ''غلام'' اور ''باندی'' کہے، کیونکہ سب خدا ہی کے غلام ہیں۔ اسی طرح غلاموں کو فرمایا کہ اپنے مربیوں کو آقا نہ کہیں کہ مساوات اسلامی میں اس سے فرق آتا ہے۔

ایک بار ایک صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان الفاظ سے خطاب کیا کہ ''اے آقائے من'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھ کو آقا نہ کہو۔ آقا تو ایک ہے، یعنی خدا''

Marfat.com

صحابہؓ کا طرز عمل

خلفائے راشدین جو تعلیم اسلامی کے زندہ پیکر تھے، ان کا بھی ہمیشہ یہی طرز عمل رہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کا غلام سفر بیت المقدس میں باری باری سے سوار ہوتے تھے۔ بیت المقدس کے جب قریب پہنچے تو غلام کی باری تھی۔ غلام نے عرض کیا کہ آپ سوار ہوں کہ شہر نزدیک آ گیا۔ آپ نے نہ مانا اور آخر خلیفہ اسلام بیت المقدس میں اس طرح داخل ہوا کہ اس کے ہاتھ میں اونٹ کی مہار تھی اور اونٹ پر اس کا غلام سوار تھا! حالانکہ یہ وقت تھا، جب کہ تمام شہر خلیفۂ اسلام کی شان و عظمت کا تماشا دیکھنے کے لئے امنڈ آیا تھا۔ یہ واقعہ مشہور ہے۔ تفصیل کی ضرورت نہیں۔

واقعہ اجنادین میں رومی سپہ سالار نے ایک جاسوس مسلمانوں کے دریافت حال کے لئے معسکر اسلام میں بھیجا۔ جاسوس اسلام کے ان سچے نمونوں کو دیکھ کر جب واپس آیا، تو رومی سپہ سالار سے ایک تحیر کے عالم میں بول اٹھا:

هم باللیل رهبان و بالنهار فرسان . لوسرق ابن ملکهم قطعوه . واذا زنی رجموه

یہ لوگ راتوں کو استغراق عبادت میں راہب ہوتے ہیں مگر دن کو شہسوار۔ اگر ان کا شاہزادہ بھی چوری کرے تو ہاتھ کاٹ ڈالیں اور اگر زنا کرے تو اسے بھی رجم کریں۔

خصائص مسلم کی یہ اصلی تصویر تھی!

مساوات قانونی کی ایک مثال وحید

قبیلۂ مخزوم کی ایک عورت چوری میں ماخوذ ہوئی۔ قریش نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کرنے کے لئے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو آمادہ کیا، جن کو آپ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم بہت عزیز رکھتے تھے۔لیکن جب اس واقعہ کے متعلق اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا:

انما اهلک الذین قبلکم انهم کانوا اذا سرق فیهم الشریف، ترکوه ، واذ اسرق فیهم الوضیع، اقاموا علیه الحدود . ایم الله ، لوان فاطمة بنت محمد اسرقت لقطعت یدها (بخاری الشفاعة فی الحدود)

اے لوگو! تم سے پہلے قومیں اس لیے ہلاک کی گئیں کہ جب ان میں سے کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تھا (چوری کا ذکر صرف خصوصیت واقعہ کی بنا پر ہے ورنہ اس سے مراد عام جرائم ہیں) تو لوگ اس کو چھوڑ دیتے تھے، پر جب کوئی عام آدمی چوری کرتا تو اس کو سزا دیتے۔لیکن خدا کی قسم، اگر محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو اس کے ہاتھ بھی ضرور کاٹے جاتے۔

یہ ہے اسلام کی فرمانروائی کی اصلی تصویر اور یہ ہے وہ مساوات کی حقیقی تعلیم، جس کے ساتھ اعمال نبوت کا اسوۂ حسنہ بھی پیش کر دیا گیا تھا۔ یہ سچ ہے کہ انقلاب فرانس نے یورپ کو استبداد و تسلط اور امتیاز افراد سے نجات دلائی اور اس نے معلوم کیا کہ ہر انسان بلحاظ انسان ہونے کے انسان ہے، اگر چہ وہ سر پر تاج اور ہاتھ میں عصائے حکومت رکھتا ہو۔ لیکن باایں ہمہ آج بھی، جبکہ تمام یورپ سے شخصی فرمانروائی کا جنازہ اٹھ چکا ہے، جبکہ قانون کی عزت سب سے بالاتر سمجھی جاتی ہے، جبکہ مساوات و آزادی کے غلغلوں سے اس کا گوشہ گوشہ گونج رہا ہے ایک نظیر بھی ایسی پیش کی جاسکتی ہے، جس میں فرمانروائے وقت نے ایسے صاف اور سچے لفظوں میں مساوات انسانی کا اعلان کیا ہو اور خود اپنے اوپر اس کا نمونہ پیش کرنے کے لیے آمادہ ہو؟

انگلستان میں بادشاہ قانون کا تابع بیان کیا جاتا ہے اور امریکہ و فرانس میں پریسیڈنٹ ایک عارضی مشورہ فرمائے حکومت سے زیادہ نہیں، لیکن اگر واقعات

Marfat.com

ونظائر کے جمع کرنے پر متوجہ ہوں تو صدہا واقعات پیش کئے جاسکتے ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قانون نے اس دور مدنیہ وآزادی میں بھی اعلیٰ وادنی اور بادشاہ ورعایا کا ویسا ہی فرق قائم رکھا ہے، جیسا کہ ہندوستان میں (منو) کے زمانے میں تھا یا دور مظلمہ کی ان انسانی پرستگاہوں کے عہد میں، جس کو آج تاریخ لعنت ونفرین کے ساتھ یاد کرتی ہے!

ہم کو یورپ کی ان عدالتوں کا نشان دو، جہاں بادشاہ وقت ایک معمولی فرد رعایا کے دعوے کی جوابدہی کے لئے آ کر کھڑا ہو، کیونکہ ہم نہ صرف مدینے کی اس سادہ عدالت کدۂ مسجد ہی میں، بلکہ دمشق اور بغداد کے پرشوکت عدالت خانوں میں بھی ایسا ہی دیکھ رہے ہیں۔ ہم کو وہ قانون بتلاؤ جس نے چوری کی سزا سپاہی کے لڑکے کی طرح بادشاہ کی لڑکی کو بھی دینی چاہی ہو، کیونکہ عرب کے اس قدوس بادشاہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان ہم پڑھ رہے ہیں، جو بادشاہتوں کو مٹانے کے لئے آیا تھا۔

کیا آج بھی قانون عملاً ادنیٰ واعلیٰ میں تمیز نہیں کرتا؟ کیا کل کی بات نہیں ہے کہ انگلستان میں ایک مدعی کے جواب میں پارلیمنٹ نے اعلان کر دیا تھا کہ بادشاہ عدالت میں حاضر نہیں ہوسکتا؟ اور نہ کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ عدالت اس کے نام سمن کر سکتی ہے؟ یہ اعلان ہی نہیں ہے بلکہ قانون ہے، کیونکہ قانون نے باایں ہمہ ادعاء مساوات، بادشاہ کو عدالت کی حاضری سے بری اور مستثنیٰ کر دیا ہے۔

صدیوں کی جدوجہد کے بعد دنیا کا آج حاصل حریت اس سے زیادہ نہیں، پھر وہ دعوت کیسی مقدس ومحترم اور وہ مؤید من اللہ ہاتھ کیسا عظیم وجلیل تھا، جس نے چھٹی صدی کی تاریکی میں حریت ومساوات انسانی کا چراغ روشن کیا اور اعلان کر دیا کہ:

لو ان فاطمة بنت محمد سرقت ، لقطعت يدها" صلى الله عليه و علىٰ اله وصحبه وسلم!

Marfat.com

خلیفہ اوّل کا اعلان اور مساوات کا تخیل عمومی

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خلافت کی جو پہلی تقریر کی تھی اس کے حسب ذیل فقرے پڑھو:

و ان اقوئکم عندی الضعیف حتی اخذلہ بحقہ، و ان اضعفکم عندی القوی، حتی اخذمنہ الحق[5]

تم میں جو قوی ہے وہ میرے نزدیک ضعیف ہے، یہاں تک کہ میں اس سے حق وصول کروں اور جو ضعیف ہے وہ قوی ہے، تا آنکہ میں اس کو اس کا حق نہ دلوا دوں۔

اس مساوات کی تعلیم نے پیروان اسلام کے قلب و دماغ کو حریت و مساوات کے تخیل سے لبریز کر دیا تھا۔ فارس کی لڑائی میں جب مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ایرانی سپہ سالار کے پاس سفیر بن کر گئے اور تخت پر اس کے برابر بیٹھ گئے، تو درباریوں نے سوء ادب دیکھ کر تخت سے اتار دیا تھا۔ اس پر ان کے منہ سے کس بے ساختگی کے ساتھ یہ الفاظ نکلے ہیں:

انا نحن معشر العرب لا یتعبد بعضاً بعضاً[6]

ہم مسلمانوں میں تو ایک دوسرے کو غلام سمجھنے کا دستور نہیں ہے، یہ تمہارا کیا حال ہے؟

امتداد زمانہ نے خصوصیات اسلام بہت کچھ مٹا دیے تاہم اس واقعہ سے کون انکار کر سکتا ہے کہ آج بھی مہذب ترین ممالک میں سیاہ و سپید قومیں اپنی عبادت گاہوں میں ایک دوسرے کے ساتھ صف میں نہیں بیٹھ سکتیں، لیکن مساجد اسلامیہ میں ایک ادنیٰ ترین مسلمان ایک امیر الامراء بلکہ شاہ افغانستان کے پہلو بہ پہلو کھڑا ہوتا ہے اور کوئی اس کو اپنی جگہ سے ہٹا نہیں سکتا۔ کیا ان تعلیمات و واقعات کے بعد بھی کہا جا سکتا ہے کہ اسلام میں مساوات نہیں؟ اور اس بارے میں وہ آج یورپ سے درس حریت لینے کا محتاج ہے؟

Marfat.com

نظام جمہوری کا تیسرا رکن

امام یا خلیفہ کا تقرر انتخاب عام سے ہو اور دوسروں پر حقوق میں اس کو کوئی ترجیح نہ ہو۔

اس مبحث کو ہم دو حصوں میں بیان کرینگے:

ا۔ تاریخ شاہد ہے کہ خلفائے راشدین میں سے کسی کا تقرر بحق وراثت یا باستبداد رائے نہیں ہوا بلکہ مجمع عام میں مہاجرین وانصار کی کثرت رائے سے (جو بمنزلہ ارکان خاص تھے) اور عام مسلمانوں کے قبول سے ہوا (جو بمنزلہ ارکان عام تھے) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتخاب نشست گاہ بنوساعدہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تحریک، مہاجرین وانصار کی تائید اور عامہ مسلمین کی پسندیدگی سے ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انتخاب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تحریک اور مہاجرین وانصار وعامۂ مسلمین کی تائید وقبول سے ہوا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف وغیرہ کی ایک مجلس نیابی کے انتخاب اور عام اہل مدینہ کے مشورہ سے خلیفہ بنایا گیا۔ اسی طرح حضرت امیر رضی اللہ عنہ اہل مصر واہل مدینہ کی تجویز وقبول سے خلیفہ منتخب ہوئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تو صاف فرمادیا:

لا لافته الاعن مشوره ے

یعنی خلافت صرف عام مشورہ سے طے ہوسکتی ہے، شریعت میں اس کے تعین کا اور کوئی ذریعہ نہیں۔

واقعہ تحکیم میں حضرت امیر رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی معزولی میں بھی قوم ہی کی رائے سے مدد لینی پڑی، گو اس میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نائب نے مکر و خدع سے کام لیا تھا اور قوم کو دھوکا دینا چاہا تھا۔

Marfat.com

حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی تصریح

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا کہ تم کو خلیفہ کس نے بنایا؟ حضرت جواب میں فرماتے ہیں:

انہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر و عمر و عثمان و علی ما بایعوھم علیه، فلم یکن للشاھد ان یختار، ولا للغائب ان یرد، وانما الشوری للمھاجرین و الانصار فان اجتمعوا علی رجل و سموہ اماماً، کان ذلک رضی، فان خرج من امرھم خارج بطعن اوبدعة ردوہ الی ما خرج منه، فان ابی قاتلوہ علے اتباعه غیر سبیل المؤمنین. [۸]

جس قوم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ وعثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی اور جن شرائط پر بیعت کی تھی، اسی نے انہی شرائط پر میری بھی بیعت کی۔ جو مجلس انتخاب میں موجود ہو اس کو حق نہیں کہ اپنی رائے پر اڑا رہے اور جو غیر حاضر ہو اس کو حق نہیں کہ اپنی غیر حاضری کی بنا پر انتخاب عام کو رد کر دے۔ حق مشورہ مہاجرین و انصار کو ہے، اگر وہ کسی ایک شخص پر متفق الرائے ہو جائیں اور اس کو امام مقرر کر دیں تو یہ ان کی رضائے عام پر دال ہے، پس اگر کوئی ان کی متفق علیہ رائے سے کسی طعن یا بدعت کے سبب سے علیحدہ ہو تو ان پر واجب ہو گا کہ جس سے وہ علیحدہ ہوا اس کے قبول پر مجبور کیا جائے۔ اگر وہ اب بھی نہ مانے تو اجماع رائے مسلمین کی مخالفت کی بنا پر اس سے جنگ کریں۔

حقیقت یہ کہ جناب امیر رضی اللہ عنہ نے ان چند فقروں میں انتخاب خلافت وجمہوریت کے تمام ارکان کی بہترین تفصیل کر دی ہے اور ایسی تفصیل، جس سے بہتر تفصیل آج بھی نہیں ہو سکتی۔

Marfat.com

یزید کی خلافت سے انکار

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عامل نے جب یزید کی نسبت مدینے میں خطبہ پڑھا اور کہا کہ خلافت کے لئے امیر المومنین یزید حسب سنت اسلام خلیفہ ہوتے ہیں، تو فوراً ایک مسلمان نے کھڑے ہو کر علانیہ کہدیا کہ تم جھوٹے ہو۔ اسلام سے اس استبداد اور وراثت کو کیا تعلق؟ یوں کہو کہ وہ شاہان روم و فارس کی طرح بادشاہ ہوتا ہے! یہ واقعہ تمام تاریخوں میں موجود اور مشہور ہے۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی رئیس کا تقرر اگر بشکل انتخاب نہ ہو تو وہ مسلمانوں کے نزدیک امام اسلام نہیں ہو سکتا تھا، بلکہ قیصر و کسرائے اسلام سمجھا جاتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مشہور حدیث میں اسی قسم کی حکومت کو "ملک عضوض" فرمایا ہے۔ اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انتقال کے وقت اعلان فرما دیا کہ بیٹے عبداللہ کا خلافت میں کوئی حصہ نہیں۔

بنوامیہ

خلافت راشدہ کے بعد بنوامیہ کا دور فتن و بدعات شروع ہوتا ہے، جنہوں نے نظام حکومت اسلامی کی بنیادیں متزلزل کر دیں۔ تاہم جب انہی میں قامع بدعت، محی السنّت، حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے، تو گو حسب سنت، "ملک عضوض" سلیمان بن عبدالملک نے انہیں اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا، تاہم چونکہ از روئے شریعت اسلام کسی امام کے نصب کے لیے اس قدر کافی نہ تھا، اس لیے انہوں نے مسجد عام میں فرما دیا:

مسلمانو! چونکہ از روئے اسلام تمہارے انتخاب عام سے میرا تعین نہیں ہوا، اس لئے میں خلیفہ نہیں ہوں۔ تمھیں حق ہے کہ میرے سوا کسی اور کا انتخاب کر لو۔ ان کے اصل الفاظ یہ تھے:

Marfat.com

ایھالناس انی ابتلیت بھذا الا مرمن غیر رای منی و لا طلبة ولا مشورة من المسلمین و انی قد خلعت ما فی اعناقکم من بیعتی فا ختا روالانفسکم غیری.

لوگو! میں اپنی رائے اور خواہش اور مسلمانوں کے عام مشورہ کے بغیر امارت کے عذاب میں مبتلا ہو گیا ہوں، اس لیے میں تم کو اپنی بیعت کے بار سے سبکدوش کر دیتا ہوں۔ اب تم اپنی رائے میں بالکل مختار ہو۔ میرے سوا جس کو چاہو اپنا امام بنالو۔

طریق بیعت بقیہ شوریٰ ہے

جس طرح ارتقائے انسانی کے بعد بھی گزشتہ اعضائے اثر یہ کا وجود باقی رہ گیا ہے۔ بعینہٖ اسی طرح گو بعد کی اسلامی حکومتوں سے خصوصیات حکومت اسلامیہ ایک ایک کر کے رخصت ہو گئیں، تاہم گذشتہ طرز حکومت کے بعض اعضائے اثر یہ کا وجود اب تک باقی ہے۔ میری مراد اس سے ''بیعت'' ہے۔ بیعت کے یہ معنی ہیں کہ تمام افراد ملک اپنے اپنے حکام شہر کے دربار میں جمع ہو کر بادشاہ کی حکومت تسلیم کر لینے کا اقرار کریں اور دارالحکومت میں بھی عہدہ داران کبار مثلاً وزرا، سرداران فوج، قضاۃ، امرا و حکام، اور اعیان بلد، بادشاہ کے حضور میں آ کر اعتراف حکومت و وعدۂ اطاعت کریں۔ دولت امویہ، دولت عباسیہ اور تمام اسلامی سلطنتوں میں ہمیشہ اس پر عمل رہا۔ ہندوستان کی دولت مغلیہ کی تاریخ اس پر شاہد ہے اور ترکی میں ہر نئے سلطان کی تخت نشینی کے بعد اولیں دربار بیعت کا ہوتا ہے۔

فقہا و متکلمین

فقہا و متکلمین اسلام نے ''امامت و حکومت'' کی جو شرطیں قرار دی ہیں، ان سے بھی مسئلہ ''انتخاب امام'' پر روشنی پڑتی ہے، گو انھوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کے طریق انتخاب کو اصول قرار دیکر لکھا ہے، تاہم انتخاب اور شوریٰ کو

Marfat.com

اصول اسلامی تسلیم کرتے ہیں۔

قاضی ''ماوردی'' المتوفی ۴۰۵ء لکھتے ہیں:

الامامة تنعقد بوجهين : احدهما باختيار اهل الحل والعقد، والثاني بعهد الامام من قبل [9]

خلافت چند طریقوں سے منعقد ہوتی ہے: ایک ملک کے اہل الرائے اشخاص کے انتخاب سے، دوسرے اس سے کہ امام سابق خود کسی کا نام متعین کردے۔

علامہ ''تفتازانی'' شرح مقاصد میں لکھتے ہیں:

و تنعقد الامامة بطرق : احدهما بيعة اهل الحل والعقد من العلماء والرؤساؤ وجوه الناس (بحث امامت)

خلافت چند طریقوں سے منعقد ہوتی ہے: ایک یہ کہ معززین قوم، رؤسا اور علماء وغیرہ اہل الرائے اشخاص بیعت کریں۔

سید سند اور قاضی عضد الدین مواقف وشرح مواقف میں جو عقائد اہل سنت کی موثق ترین تصنیف ہے لکھتے ہیں:

و انها (الامامة) تثبت بالنص من الرسول و من الامام السابق بالاجماع و تثبت ايضاً ببيعة اهل الحل و العقد عند اهل السنته و الجماعة والمعتزلة والصالحية من الزيدية [10]

خلافت، رسول اور امام سابق کی تعیین سے اجماعاً اور اہل حل وعقد ملک کی بیعت سے منعقد ہوتی ہے، اہل سنت وجماعت، معتزلہ اور صالحیہ زیدیہ کے نزدیک ایسا ہی ہے۔

دوسری جگہ اسی کتاب میں مذکور ہے:

وللامة خلع الامام و عزله بسبب يوجب مثل ان يوجد منه مايوجبه اختلال احوال المسلمين و انتكاس امور الدين كما كان لهم نصبه واقامة لانتظامها و اعلائها والهادى

Marfat.com

خلعه الی الفتنه احتمل ادنی المضرتین [1]

قوم کو حق حاصل ہے کہ کسی سبب سے خلیفہ کو معزول کرادے۔ مثلاً اس سبب سے کہ مسلمانوں کے حالات اور امور دین کے انتظامات وتدابیر اس کے باعث خلل پذیر ہو جائیں، جس طرح کہ اس کو خلیفے کے تقرر وانتخاب کا حق امور اسلامیہ کے انتظام و ترقی کے لیے تھا، اسی طرح معزولی کا بھی ہے اور اس کی معزولی سے فتنہ برپا ہو تو پھر معزولی اور خلل احوال مسلمین، ان دونوں میں سے جس کا ضرر کم ہو، اس کو برداشت کرلیا جائے گا۔

عام کتب عقائد موجودہ اور نظام حکومت اسلامیہ

یہ موقعہ نہیں کہ ان تصریحات متکلمین واصحاب عقائد کی نسبت زیادہ بحث کی جائے، تاہم چند اشارات ضروری ہیں:

ا۔ کتب کلام وعقائد میں اصل اصول شوریٰ واجماع امت وانتخاب امام وعدم تشخص وتعین شخصی کو صاف طور پر لکھا ہے اور گو اس سے ان کا مقصد نظام حکومت اسلامیہ کی تعبیر نہ تھا بلکہ زیادہ تر فریقانہ بحث وجدل اور خلافت راشدہ کا اثبات، تاہم اصول مشورہ وجمہوریت کے اکثر مباحث اس کے ضمن میں آ گئے۔

لیکن اس میں شک نہیں کہ جس اہمیت ووسعت کے ساتھ اس مسئلے کو کتب عقائد وکلام بل جمیع مدونات اسلامیہ میں ہونا چاہئے تھا اور ایک ایسے اصولی اور بنیادی مسئلے کے لئے جس توجہ واعتنا کی ضرورت تھی، اگر اس کو پیش نظر رکھئے، تو نہایت درد وافسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جو کچھ لکھا گیا وہ کافی نہیں اور جس نظر اہمیت کا وہ مستحق تھا، اس نظر سے عام طور پر ائمہ اسفار واساطین قوم نے اسے نہ دیکھا۔

لیکن اس اغماض سے نفس مسئلہ کی اہمیت کی تضعیف صحیح نہ ہوگی، بلکہ دراصل یہ

Marfat.com

حالت بھی مثل اور بہت سی حالتوں کے، نتیجہ ہے بنی امیہ کے اس تسلط اور احاطہ مستبدہ کا، جس کے اثر سے ہمارے ہر فن کا لٹریچر متاثر ہوا اور بدقسمتی سے عقائد و کلام کے تو بہت سے گوشے ہیں، جن سے اس کی صدائے بازگشت آج تک آ رہی ہے۔ بنی امیہ کی سب سے پہلی بدعت اور اسلام و مسلمین پر ان کا اولین ظلم یہ تھا کہ نظام حکومت اسلامیہ کا تختہ یکسر الٹ دیا اور خلافت راشدہ جمہوریہ صحیحہ کی جگہ، مستبدہ ملک عضوض کی بنیاد ڈالی۔ یہ انقلاب بہت شدید تھا اور بہت مشکل تھا کہ ملک کو اس پر راضی کیا جائے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمین بھی موجود تھے اور خلافت راشدہ کے واقعات بچے بچے کی زبان پر تھے، اس لئے اس احساس اسلامی کو مٹانے کے لئے تلوار سے کام لیا گیا اور جس نے قوت حق و معروف سے زبان کھولی، اس کو زور شمشیر و خنجر سے چپ کرایا گیا۔ رفتہ رفتہ احساس منقلب اور خیالات پلٹنے لگے اور حقیقت روز بروز مستور و محجوب ہوتی گئی۔

ان کے بعد بنی عباس آئے۔ اس میدان میں یہ بھی ان کے دوش بدوش تھے۔ تصنیف و تالیف اور تدوین علوم اسلامیہ کا عروج ہوا تو وہ اثر مخفی موجود تھا اور کام کر رہا تھا۔ یہ جو امام اور خلیفہ کے حق خلافت کے لیے فسق و معصیت کو بھی مضر نہیں سمجھتے، تو یہ کتاب و سنت کا اثر تو نہیں ہو سکتا جو "واجعلنا من المتقین اماما" کی دعا تلقین کرتا ہے؟ پھر اگر یزید اور ولید کی خلافت کی صحت منوانا اس سے مقصود نہ تھا تو اور کیا تھا؟

ان تصریحات میں تم دیکھتے ہو کہ انتخاب خلیفہ کے لئے انتخاب عام و مشورہ اہل حل وعقد کے ساتھ خلیفہ سابق کی تعیین کو بھی ایک شکل صحیح قرار دیا ہے۔ دراصل اس میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتخاب کی مثال پیش نظر ہے۔ لیکن غور کیجئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے گو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریک کی لیکن اس پر تمام ارباب حل وعقد اور

Marfat.com

پھر عامہ مسلمین نے پسندیدگی کا اظہار کیا، اس لیے وہ بھی تعیین شخصی نہیں، بلکہ بمنزلۂ انتخاب عام کے تھا۔

اس بنا پر نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ اسلام نے سوائے انتخاب عام کے اور کوئی صورت تعیین خلفا یا ولی عہدی وغیرہ کی قرار نہیں دی ہے اور اس لئے کتب عقائد کی تقسیم و تعدد طرق نصب امام بالکل غیر ضروری ہے۔

حضرات امامیہ گو امامت وخلافت کے لئے اجماع امت نہیں تسلیم کرتے، تاہم ان کا ایک فرقہ (جارودیہ زیدیہ) حق امامت کو آل حسن وحسین صلوۃ اللہ علیہا میں محدود قرار دینے کے باوجود بھی آل طاہرین میں سے ایک کا انتخاب حوالہ شوریٰ کرتا ہے۔

ان تشریحات کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ اسلام میں جمہوریت کا جزو اعظم یعنی مسئلہ انتخاب منقود ہے؟

Marfat.com

دوسری بحث

مساوات حقوق و مال

یہاں تک اس بحث کا ٹکڑا تھا، اب ہم دوسرے ٹکڑے پر نظر ڈالتے ہیں۔

اسلام میں خلفاء کو عزت و احترام دینی کے علاوہ حقوق انتظامی و مالی میں کوئی تفوق و ترجیح نہ تھی۔ تاریخ اسلام کا یہ ایک مشہور و مسلم واقعہ ہے اور اس کے ثبوت کے لیے تواتر عمل کافی ہے۔ تاہم سلسلہ بیان کے لئے چند اشارات کئے جائیں گے:

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ !!

گذشتہ صفحات میں ظاہر کیا جا چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عام مسلمانوں کے ساتھ طرز عمل کیسا تھا؟ اور کس مساویانہ حیثیت سے وہ تمام مسلمانوں سے ملتے تھے؟ سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیشمار واقعات میں سے ایک واقعہ بھی ایسا نہیں، جو اس مساوات سے مستثنیٰ ہو۔ وہ ہمیشہ لوگوں میں اس قدر مل جل کر بیٹھتے تھے جیسے اس مجلس کا ایک عام ممبر اور ہمیشہ فرماتے:

''خدایا میں غریب ہوں۔ مجھ کو غریبوں میں زندہ رکھ اور غریبوں ہی کے زمرہ میں اٹھا'' کھانے کے وقت آپ اس طرح بیٹھتے، جس طرح ایک معمولی غلام اور پھر فرط انکسار سے فرماتے:

''میں خدا کا غلام ہوں۔ اسی طرح کھاتا ہوں جس طرح ایک غلام کھاتا ہے'' اللہ اکبر!

Marfat.com

ادھر اللہ سے واصل ،ادھر مخلوق میں شامل !
مقام اس برزخ کبریٰ میں تھا حرف مشدد کا!

خلیفہ اسلام کے اختیارات

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اول خلافت میں جو سب سے پہلے تقریر کی اس کے بعض فقرے یہ ہیں:

ایھاالناس ! قدولیت امر کم و لست بخیر کم . ایھاالناس انا متبع و لست بمبتدع، فان احسنت فاعینونی وان زغت فقو مونی [12]

لوگو! میں تمہارا خلیفہ مقرر ہوا ہوں گو میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ لوگو! میں پیروی کرنے والا ہوں، کوئی نئی بات کرنے والا نہیں ہوں۔ اگر میں ٹھیک کام کروں تو مجھے مدد دو اور اگر میں کج ہو جاؤں تو مجھے سیدھا کر دو!

فتح شام کے بعد ایک مجلس شوریٰ میں ایک مسئلہ کی نسبت جب اختلاف آرا ہوا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک طویل خطبہ دیا۔ اس کے چند الفاظ یہ ہیں:

فانی واحد ..... کا حدکم و لست ارید ان تتبعوا ھذا الذیٰ ھویٰ [13]

کیونکہ میں بھی تم میں سے ایک کے برابر ہوں ۔۔۔۔۔ میرا منشا یہ نہیں کہ میں جو چاہتا ہوں اس کو تم بھی مان لو۔

"کا حدکم" کے لفظ پر غور کرو! آج کل اکثر موقعوں پر پریسیڈنٹ کی رائے دو ووٹوں کے برابر ہوتی ہے، یا اس کو حق ویٹو حاصل ہوتا ہے، لیکن حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے صاف کہہ دیا کہ گو میں خلیفۂ وقت ہوں، تاہم میری رائے تمام اعضاء شوریٰ کی طرح صرف ایک ووٹ کا حکم رکھتی ہے۔ اس سے زائد نہیں۔

Marfat.com

اس سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

انا متبع ولست بمبتدع

یعنی اسلامی فرمانروا اس سے زیادہ کوئی درجہ نہیں رکھتا کہ وہ احکام کتاب وسنت کو ظاہر کرے اور ان کے عمل درآمد کے لیے بمنزلہ ایک محتسب کے ہو۔ خود اس کو کوئی رائے دینے کا حق نہیں۔

کیا آج یورپ کی بہتر سے بہتر جمہوریت میں کوئی اس کی نظیر مل سکتی ہے؟

فتد بروا وتفکروا یا اولی الالباب!

خلیفہ وقت کے مصارف

شخصی حکمرانی کا سب سے زیادہ ظالمانہ اور مکروہ منظر یہ ہے کہ قوم اور ملک کی دولت صرف ایک فرد واحد کے آرام وتعیش کا ذریعہ ہوتی ہے اور جبکہ اللہ کے ہزاروں بندوں کو زندہ رہنے کے لئے بدتر سے بدتر غذا بھی میسر نہیں آتی، تو وہ سونے کے تخت پر لعل وجواہر کے دانوں سے کھیلتا ہے!

پس جمہوریت صحیحہ کا ایک نہایت اہم رکن یہ ہونا چاہئے کہ حصول عز وجاہ اور خرچ مال ودولت کے لحاظ سے عام رعایا اور والئی ملک کا درجہ ایک کر دیا جائے اور کوئی ممتاز اور فوق العادۃ حق اسے حصول مال وتسلط خزینہ کا نہ دیا جائے۔

اگر یہ سچ ہے تو دنیا کو رونا چاہئے کہ اب تک اس کی بدبختی ختم نہیں ہوئی۔ وہ حریت و مساوات کے نعرے جو نئے تمدن کی فضا کو ہمیشہ طوفانی رکھتے ہیں، افسوس کہ ابھی اصلیت وحقیقت کے حصول کے محتاج ہیں۔ انسانی آزادی کا وہ فرشتہ، جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ "انقلاب فرانس" کے پروں سے زمین پر اترا، گو بہت حسین ہے، مگر پورا کامیاب نہیں۔ آج بھی یورپ کو حریت کا سبق لینے کی ضرورت ہے۔ آج بھی وہ درس مساوات کا محتاج

Marfat.com

ہے۔آج بھی اسے مضطرب ہونا چاہئے تا کہ نوع انسانی کے احترام کے معمے کو حل کرے اور خدا کے یکساں اور ہم درجہ بندوں کو تفریق وامتیاز دنیوی کی لعنت سے چھوڑانے کی معرفت حاصل کرے۔

یہ سب کچھ اسے اسلام ہی سکھا سکتا ہے۔وہ کل کی تاریکی کی طرح آج کی روشنی میں بھی اس کا محتاج ہے۔کیونکہ ''انسانی مسئلہ'' کے حل کی روشنی صرف اسی کے پاس ہے۔

یورپ کہتا ہے کہ مساوات اور حریت کا وہ معلم ہے۔ہم اس کو سچ مان لیتے ہیں۔ لیکن پھر یہ کیا ہے، جواب تک بادشاہوں کے سروں پر نظر آتا ہے؟ یہ کس کی دولت ہے، جو تاج شاہی کے ہیروں میں دفن کی جاتی ہے؟

وہ سر بفلک عمارتیں، وہ عظیم الشان محل وایوان، وہ انسانی ترقی کے بہتر سے بہتر وسائل تعیش اور ذرائع آرام وراحت جو آج بھی اس کے بادشاہوں اور پریسیڈنٹوں کے لئے لازمی سمجھے جاتے ہیں، کہاں سے آتے ہیں اور کن کا خون ہے، جن کے قطروں سے عظمت وکبریائی کی یہ چادر رنگی جاتی ہے؟

اگر یورپ نے مساوات انسانی کا راز پالیا ہے، تو پھر اب تک بادشاہ ورعیت کے حقوق وامتیازات میں یہ فرق کیوں ہے؟

یورپ کی مساوات یہ ہے کہ بادشاہ کے ہاتھ سے مطلق العنانی کی باگ چھین لے، مگر اسلام صرف اتنے ہی کو کافی نہیں سمجھتا بلکہ وہ ان کے سروں پر سے تاج اور ان کے نیچے سے تخت بھی کھینچ کر الٹ دینا چاہتا ہے۔کیونکہ وہ کسی انسان کو محض خلیفہ وقت ہونے کی بنا پر یہ حق دینا جائز نہیں رکھتا کہ لاکھوں انسانوں کے سر پر ٹوپیاں ہوں، مگر اس کا ایک سر ہیروں اور موتیوں سے لیپا جائے!

Marfat.com

مدینے کا وہ قدوس بادشاہ صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر سوتا تھا اور اس کے جسم مبارک پر داغ پڑ جاتے تھے، اس کے جانشین عین اس وقت جبکہ روم وعجم کے تخت الٹنے کے لئے حکم دینے والے تھے، پھٹے کملوں کو جسم پر رکھتے تھے اور پتوں کی جھونپڑی کے نیچے سوتے تھے۔

آج یورپ کے بادشاہوں کی ان تنخواہوں پر نظر ڈالو، جو ملک کا خزانہ بے دریغ ان پر لٹا رہا ہے:

شاہ انگلستان کی تنخواہ

جیب خرچ	۱۱۰۰۰۰ پاؤنڈ	ماہوار
ملازموں کی تنخواہ	۱۲۵۸۰۰ پاؤنڈ	ماہوار
گھر کا خرچ	۱۹۳۰۰۰ پاؤنڈ	ماہوار
محلات شاہی کی آرائش کے لیے	۲۰۰۰۰ پاؤنڈ	ماہوار
انعامات وخیرات کے لیے	۱۳۲۰۰ پاؤنڈ ..	ماہوار
متفرق اخراجات	۸۰۰ پاؤنڈ	ماہوار
میزان کل	۴۷۰۰۰۰ پاؤنڈ	ماہوار
بحساب روپیہ	۷۰۵۰۰۰۰ روپیہ	ماہوار

اس میں شاہزادۂ ویلز کے ۳ لاکھ اور دیگر شاہزادوں کی رقوم شامل نہیں ہیں۔ ۷۰ لاکھ ۵۰ ہزار روپیہ صرف بادشاہ کی ذات خاص کے لئے ہے!!

شہنشاہ جرمنی

مجموعی رقم ماہوار بحساب روپیہ ۹۰۰۰۰۰۰ روپیہ

بطور نمونے کے ہم نے دو بڑے بادشاہوں کی تنخواہیں درج کر دیں۔

Marfat.com

اب ذرا دیکھو کہ اسلام نے مسلمانوں کے بادشاہ کے لئے کیا تنخواہ رکھی ہے؟ اور خود ان کا مطالبہ اپنی تنخواہ کی نسبت کیا تھا؟

خلیفہ اسلام کے مصارف

حضرت عمر رضی اللہ علیہ نے ایک موقع پر خود ہی اپنے مصارف بتلا دئے:

اخبر کم بما یستحل لی منه حلتان: حلةفی الشتاء و حلة فی القیظ ، و ما احج علیه و اعتمرمن الظهر. و قوتی و قوت اهلی کقوت رجل من قریش لیس با غناهم و لا با فقر هم . ثم انا بعد رجل من المسلمین یصبنی ما اصابهم [۱۴]

میں خود بتاتا ہوں کہ بیت المال سے مجھے کتنا لینا جائز ہے؟ دو جوڑے کپڑے۔ ایک جاڑے کے لیے اور ایک گرمی کا۔ ایک سواری جس پر حج اور عمرہ ادا کروں اور قریش کے ایک متوسط الحال آدمی کے اخراجات طعام کے برابر اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لیے اخراجات طعام۔ اس کے بعد میں ایک ادنیٰ مسلمان ہوں، جو ان کا حال ہے، وہی میرا حال ہے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی تصریح اور خلافت اسلامی کی اصلی تصویر

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ایک بڑے پایہ کے صحابی ہیں۔ روم کے دربار میں سفیر بن کر گئے تھے۔ رومی سردار نے قیصر کے جاہ وجلال اور اعزاز واختیارات سے ان کو مرعوب کرنا چاہا یہاں مسلمانوں پر دوسرا ہی رنگ چھایا ہوا تھا۔ جن کے دلوں میں جلال خداوندی کا نشیمن ہو۔ ان کی نظروں میں اس طلسم زخارف دنیوی کی کیا وقعت ہو سکتی ہے؟

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے امیر عرب کے اختیارات کی جن الفاظ میں تصویر کھینچی، وہ حسب ذیل ہیں:

Marfat.com

وامیرنا رجل منا، ان عمل فینا بکتاب دیننا و سنته نبینا قررناه علینا و ان عمل بغیر ذلک عزلناه عنا و ان هو سرق قطعنا یده، و ان زنا جلدناه، و ان شتم رجلا مناشتمه بما شتمه، و ان جرحه اقاده من نفسه، ولا یحتجب منا و لا یتکبر علینا، ولا یستاثر علینا فی فیئنا الذی افاء ه الله علینا و هو کر جل منا [15]

ہمارا خلیفہ ہم میں کا ایک فرد ہے، اگر ہمارے مذہب کی کتاب اور ہمارے پیغمبر کے طریقہ کی پیروی کرے تو ہم اس کو اپنا خلیفہ باقی رکھیں ورنہ اس کو معزول کر دیں۔ اگر وہ سرقہ کرے تو اس کے ہاتھ کاٹ ڈالیں، اگر زنا کرے تو اس کو سنگسار کر دیں، اگر وہ ہم میں سے کسی کو گالی دے تو وہ بھی برابر کی گالی دے۔ اگر وہ کسی کو زخمی کرے تو اس کا بدلہ دینا پڑے۔ وہ ہم سے چھپ کر قصر و ایوان میں نہیں بیٹھتا۔ وہ ہم سے غرور و تکبر نہیں کرتا۔ وہ تقسیم غنیمت میں اپنے کو ہم پر ترجیح نہیں دیتا، وہ ہم میں ایک معمولی آدمی کا رتبہ رکھتا ہے اور بس۔

ان الفاظ کو غور سے پڑھو۔ کیا اس سے واضح تر، اس سے روشن تر، اس سے صحیح تر، اس سے موثر تر الفاظ میں جمہوریت کی حقیقت ظاہر کی جا سکتی ہے؟ کیا حکومت عام کی اس سے بہتر نوعیت ہو سکتی ہے؟ کیا مساوات نوعی اور عدم تفوق و ترجیح افراد کی اس سے بہتر مثال تاریخ عالم پیش کر سکتی ہے؟ اللہ بنی امیہ سے انصاف کرے، جنہوں نے اسلام کی اس مقدس تصویر مساوات کو اپنی کثافتِ اغراض و نفس سے ملوث کر دیا اور اس کی بڑھتی ہوئی قوتیں عین دور عروج میں پامال مفاسد و استبداد ہو کر رہ گئیں:

ضلّوا فاضلّو، فویل لهم ولاتبا عهم!

اللہ اللہ! آج دنیا کی ایک وہ قومیں ہیں، جن کے پاس کچھ نہ تھا پر آج انہوں نے حاصل کیا اور ایک ہم ہیں کہ خزانے کے خزانے لیکر آئے تھے، مگر آج سوائے ذکر عیش کے خود عیش کا کہیں وجود نہیں!!

Marfat.com

آئندہ و گذشتہ تمناؤ حسرت ست
یک کا شکے بود کہ بصدجاں توشتہ ایم

شرک فی الصفات

کلمات تعظیم وتبجیل کے عجیب وغریب القاب ہیں، جوملوک وسلاطین عالم کے ناموں سے پہلے نظر آتے ہیں اور جن کے بغیر ذات شاہانہ کی طرف اشارہ کرنا بھی سوءادب کی اخیر حد ہے، مگر مرقع خلافت اسلامیہ میں ان کی مثال ڈھونڈھنا بیکار ہوگا۔ ایک ادنیٰ مسلمان آتا ہے اور ''یا ابوبکر رضی اللہ عنہ'' اور ''یا عمر رضی اللہ عنہ'' کہہ کر پکارتا ہے اور وہ خوشی سے جواب دیتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ جو الفاظ تعظیمی استعمال ہو سکتے ہیں، وہ ''خلیفۃ رسول اللہ'' اور ''امیر المومنین'' ہیں اور جو مدح نہیں بلکہ واقعہ ہے امراو حکام ملک بھی انہی الفاظ سے خلفا کو خطاب کرتے تھے۔

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی یہی حالت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نسبت لفظ آقا (سید) تک سننا پسند نہیں فرماتے تھے۔ ایک معمولی بدوی آتا تھا اور ''یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' کہہ کر خطاب کرتا تھا۔ ایک بار ایک بدوی حاضر ہوا اور دڑتا ہوا خدمت نبوی میں آگے بڑھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم مجھ سے ڈرتے ہو؟ میں اس ماں کا بیٹا ہوں جو قدید (ایک معمولی عربی کھانا) کھاتی تھی (یعنی ایک معمولی عورت کا بیٹا ہوں'')

سبحان اللہ!

چہ عظمت دادۂ یارب بخلق آں عظیم الشاں
کہ ''انی عبدہ'' گوید بجائے قول ''سبحانی''

Marfat.com

ایک صحابی نے اپنے بیٹے کو خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھیجنا چاہا۔ اس نے باپ سے پوچھا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف فرما ہوں تو میں کیونکر آواز دونگا؟ باپ نے کہا:

''جان پدر! کاشانہ نبوت دربار قیصر وکسریٰ نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تجمر وتکبر سے بلند ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جاں نثاروں سے ترفع نہیں کرتے''!

اللھم صل علی افضل الرسل و اکملھم محمد، و علی افضل المسلمین و اکملھم الہ الابرار، و اصحابہ الاخیار.

ماضی وحال

یہ حالت تو تاریخ اسلام کی افضل ترین ہستی سے لیکر اسکے خلفاء وجانشین تک کی تھی، لیکن اس کے مقابلے میں آج بادشاہتوں اور ریاستوں کو چھوڑ کر صرف اپنی قوم کے ان لوگوں کو دیکھو، جن کے پاس جائداد کا کوئی حصہ یا چاندی سونے کے کچھ سکے جمع ہو گئے ہیں۔ ان میں بہت سے لوگ دولت کو تمام فضیلتوں کا منبع قرار دیتے اور اس لئے لیڈری اور پیشوائی کے بھی مدعی ہیں۔ ان میں بہت سے فراعنہ اور نمارده تم کو ایسے ملیں گے جن کا نام اگر ان خطابوں سے الگ کر کے زبان سے نکالا جائے، جو ان کے شیطانی خبث غرور نے گھڑ لئے ہیں، یا حکومت کی خوشامد وغلامی کا اصطباغ لیکر حاصل کئے ہیں، تو ان کے چہرے مارے غیظ وغضب کے درندوں کی طرح خونخوار ہو جاتے ہیں اور چار پایوں کی طرح ہیجان غصہ وغلظت کو روک نہیں سکتے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے جانشین اپنے تئیں محض ایک متبع کتاب وسنت سمجھتے تھے۔ اور ایک معمولی باشندۂ مدینہ کے برابر قرار دیتے تھے۔ وہ پکار پکار کہتے تھے کہ میں اسی وقت تک تمھارا امیر ہوں، جب تک حق وشریعت کے مطابق چلوں اور اگر میں کجروی اختیار کروں تو تم مجھ کو سیدھا کر دو۔ پھر آجکل کے ان بدترین نسل فراعنہ سے کوئی

Marfat.com

نہیں پوچھتا کہ یہ کیا تمرد اور کیا نمرودیت ہے؟ اگر ان کو خود اپنے لئے اسلام عزیز نہیں تو کیا اپنی قوم کے اسلام کو بھی کفر سے بدل دینا چاہتے ہیں؟

کیا وہ بھول گئے کہ ان کے مخاطب وہ لوگ ہیں، جنھوں نے خلفائے رسول کو ان کے ناموں سے پکارا، ان کو بات بات پر ٹوکا، ان پر سخت سے سخت اعتراض کئے، ان کو خطبہ دیتے ہوئے روک دیا اور اس رسول کی امت ہیں، جس نے ایک موقعہ پر اپنے جاں نثاروں کو اپنی تعظیم کے لئے بھی کھڑے ہونے سے روک دیا تھا اور فرمایا تھا کہ:

لاتقوموا کالا عاجم.

یعنی عجم کے تاج پرستوں کی طرح میری تعظیم نہ کرو۔

کہ اسلام کی توحید اس سے مبرا ہے؟ پھر کیا ہے، جس نے ان کے نفس کو مغرور کر دیا ہے اور وہ کونسا ورثہ عظمت وجلال ہے، جو تکبر وغرور کی طرح، ان کو اپنے مورث اعلیٰ فرعون ونمرود سے ملا ہے؟ اگر دولت کا گھمنڈ ہے تو مجھے اس میں شک ہے کہ ان کے پاس جہل کی طرح دولت بھی کثیر ہے۔ اگر اپنے ان پرستاروں اور مصاحبوں کا انہیں غرور ہے، جو غلامی اور دولت پرستی کی غلاظت کے کیڑے ہیں، تو میں یہ باور کرنے کے لئے کوئی وجہ نہیں پاتا کہ وہ دنیا کی مغرور ومستبد بادشاہتوں سے بھی بڑھ کر اپنے غلاموں اور پرستاروں کا حلقہ اپنے اردگرد رکھتے ہیں)۔ بہر حال خواہ کچھ ہو، مگر میری آواز کا ہر سامع آج انہیں ان کی قوت اور ناکامی کا پیام پہنچا دے۔ اب ان کی تباہی وبربادی کا آخری وقت آ گیا۔ وہ دنیا جس نے بحر احمر میں فرعون اور اس کے ساتھیوں کو غرق ہوتے دیکھا تھا اور جو اس طرح کے ان گنت تماشے ہزاروں دیکھ چکی ہے، وقت آ گیا ہے کہ ہندوستان کے اندر، بحر حریت وصداقت میں جس کی موجیں نہ صرف نام ہی میں بلکہ حقیقت میں احمر ہوں گی، ان مغرور اور متمرد لیڈروں کے غرق ہونے کا بھی تماشہ دیکھ لے:

اذاجاء موسیٰ والقی العصا

فقد بطل السحر والساحر

Marfat.com

وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُودُهُ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ. فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ • وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ (۲۸:۳۸.۴۱)

اور فرعون اور اس کے لشکر نے زمین پر ظلم و استبداد کے ساتھ بہت گھمنڈ کیا اور وہ نادان سمجھے کہ مرنے کے بعد گویا انہیں ہماری طرف لوٹنا ہی نہیں ہے پس ہم نے فرعون اور اس کے لشکر کو بالآخر اپنے دست قدرت سے پکڑ لیا اور سمندر کی موجوں میں پھینکدیا، پھر دیکھو کہ حق سے منحرف ہونے والوں کا کیسا بُرا انجام ہوتا ہے! ہم نے فرعونیوں کو انسانوں کی پیشوائی اور لیڈری تو دی تھی، مگر وہ ایسے لیڈر تھے، جو ہدایت اور رہنمائی کی جگہ، قوم کو دوزخ کی طرف بلاتے تھے۔ قیامت کے دن ان کی پیشوائی کی حقیقت معلوم ہو جائے گی، جبکہ کوئی ان کا مددگار اور حامی نہ ہوگا!

❁ ❁ ❁

Marfat.com

توطیۂ مباحث آیت

اور مباحث گذشتہ پر ایک اجمالی نظر

ہم نے آغاز تحریر میں اس سیاسی انقلاب پر اجمالی نظر ڈالی تھی۔ جو ظہور اسلام سے عالم انسانیت میں طاری ہوا۔ ہم نے اُسر وغلامی اور استبداد وحکم ذاتی کی وہ بیڑیاں دیکھی تھیں، جن کے ذریعہ انسانیت کے پاؤں جکڑ دیئے گئے تھے۔ پھر چھٹی صدی عیسوی کے آغاز میں ہم نے اس حربہ حریت الٰہیہ کو بلند ہوتے دیکھا، جو جبل (بوقبیس) کی غاروں میں ڈھالا گیا تھا۔ مگر اس کی چوٹیوں پر سے چمکا تھا۔ بالآخر وہ چمکا اور بلند ہوا اور پھر اس زور وقوت سے ان بیڑیوں پر گرا کہ "الحکم للہ العظیم الکبیر" کے ایک ہی ضربہ بے امان وآہن پاش میں، ان کے تمام آہنیں حلقے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر گئے اور خدا کے بندوں کے پاؤں اس کی طرف دوڑنے کے لئے آزاد ہو گئے!!

وَ قَاتِلُوا هُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّين لِلّٰهِ. (۲.۱۹۲)

اور ظالموں سے مقاتلہ کرو، یہاں تک کہ اللہ کی سرزمین ظلم ومعصیت اور ماسوائے اللہ پرستی کے فتنہ سے پاک ہو جائے اور شریعت وحکم کا تمام تسلط صرف اللہ ہی کے لیے ہو جائے، کیونکہ اس کے سوا دنیا میں حکم وتسلط کسی کو سزاوار نہیں۔

وَ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۱۰۳(۳.۱۰۳)

اس کے بعد ہم نے موجودہ عہد جمہوریہ وآئینی پر نظر ڈالی اور اس کے نظام واساس کی جستجو وسراغ میں نکلے۔ ہم کو چند اصول بتلائے گئے، جن کی تاسیس کا فخر وادعا موجودہ

Marfat.com

''عصر منور'' کا بنیاد شرف اور اساس امتیاز ہے۔ لیکن ہم نے مڑ کر دیکھا تو تیرہ سو برس پیشتر کے گذرے ہوئے ''دور ظلمت'' میں ایک ہاتھ نظر آیا، جو اسی مصباح فروزندۂ حریت و جمہوریت کی ضیا و نورانیت سے تمام ظلمت کدۂ عالم کی تاریکی کا تنہا مقابلہ کر رہا تھا!

بالآخر وہ فتح یاب ہوا، ظلمت انسانی پر نور الٰہی نے نصرت پائی اور وہی آفتاب ارشاد و ہدایت ہے، جس سے کسب انوار و تجلیات کر کے آج دنیا کے تمام گوشوں نے اپنے اپنے چراغ روشن کر لیے ہیں:

یک چراغیست دریں خانہ، کہ از پرتو آں
ہر کجامی نگری، انجمنے ساختہ اند

یٰاَیُّھَاالنَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۝ وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا !(۳۳: ۴۶،۴۵)

اے پیغمبر! ہم نے تم کو دنیا کے لیے گواہی دینے والا، سلطنت الٰہیہ کے قیام کا بشارت دہندہ، ظلم و عصیاں کے نتائج سے ڈرانے والا، انسانوں کی غلامی سے بغاوت اور اللہ کی وفاداری کی دعوت دینے والا اور مختصر یہ کہ ہر طرح کی تاریکیوں کو مٹانے کے لیے ایک روشن و منور چراغ بنا کر دنیا میں مبعوث فرمایا۔

وہ چراغ جو انسانی ہاتھوں سے بلند کیے گئے ہیں، بجھ سکتے ہیں، کیونکہ خود انسان کے چراغ حیات کو قرار نہیں۔ پر جو ''سراج منیر'' اللہ کے مقتدر غیر فانی ہاتھوں سے روشن ہوا ہے، اس کی نورانیت کے لئے کبھی اطفاء و زوال نہیں ہو سکتا:

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ !(۲۴: ۳۵)

Marfat.com

اللہ ہی کی لازوال روشنی سے آسمان وزمین کی روشنی ہے۔ اس کے نور (ہدایت نبوت) کی مثال ایسی سمجھو جیسے ایک (بلند ورفیع) طاق ہے اور اس پر ایک منور و فروزندہ چراغ روشن ہے!

اللھم صل و سلم علیه ، و علیٰ اله الواصلین الیه !

مشہور (انقلاب فرانس) کے مصائب وشدائد کے بعد (جو یورپ میں حریت وجمہوریت کے مذبح کی سب سے بڑی اور آخری قربانی تھی) موجودہ جمہوریت کا اصلی دور شروع ہوتا ہے، ہم نے بتلایا تھا کہ اس دور کے اساس اولین پانچ دفعات ہیں جیسا کہ مشہور فرانسیسی مورخ حال OH SEIQ NOBOS نے اپنی تاریخ انقلاب تمدن میں تصریح کی ہے۔

۱۔ استیصال حکم مطلق وذاتی۔ یعنی حق حکم وارادہ اشخاص کی جگہ افراد کے ہاتھ میں جائے۔ شخص، ذات اور خاندان کو تسلط وحکم میں کوئی دخل نہ ہو۔ اسی کے ذیل میں پریسیڈنٹ کا انتخاب بھی آ گیا۔ جس کو اسلام کی اصطلاح میں خلیفہ کہتے ہیں۔ اس کے انتخاب میں کسی حق خاندانی کو دخل نہیں۔ ملک انتخاب کرے اور اسی کو حق عزل ونصب ہو۔

۲۔ مساوات عامہ، جس کی بہت سی قسمیں ہیں۔

مساوات جنسی، مساوات خاندانی، مساوات مالی، مساوات قانونی، مساوات ملکی وشہری وغیرہ وغیرہ، اسی بنا پر پریسیڈنٹ کو بھی عام باشندگان ملک پر کوئی تفوق وترجیح نہ ہو۔

۳۔ خزانہ ملکی (باصطلاح اسلام بیت المال) ملک کی ملکیت ہو۔ پریسیڈنٹ کو اس پر کوئی ذاتی حق تصرف نہ ہو۔

۴۔ اصول حکومت "مشورہ" ہو، اور قوت حکم وارادہ افراد کی اکثریت کو ہو۔ نہ کہ ذات وشخص۔

Marfat.com

۵۔حریت رائے وخیال اور مطبوعات (پریس) کی آزادی اسی کے تحت میں ہے۔ یہی اصول اساسی ہیں جن کو پروفیسر واٹسن رینی نے انگلستان کے نظام حکومت کی مشہور وزیر درس کیمبرج تاریخ میں بیان کیا ہے۔

لیکن جمہوری نظام حکومت کے یہ اصلی عناصر نہیں ہیں۔اگر ان کی تحلیل وتفرید کی جائے،تو بہت سے مرکبات الگ ہو جائیں گے،اور آخر میں صرف ایک ہی عنصر بسیط باقی رہے گا جو دفعہ (۱) میں بیان کیا گیا ہے یعنی:

''قوت حکم وارادہ اشخاص وذوات کے ہاتھ میں نہ ہو۔ بلکہ جماعت وافراد کے قبض وتسلط میں''

مختصر لفظوں میں اس کی تعبیر اس ایک جملہ میں ہوسکتی ہے کہ ''نفی حکم ذاتی ومطلق'' باقی چار دفعات میں جو امور بیان کئے گئے ہیں،وہ سب کے سب اسی کے ذیل میں آجاتے ہیں۔مساوات حقوق مالی وقانونی،اساس مشورہ وانتخاب،عدم اختیار تصرف خزانہ ملکی، حریت آراء ومطبوعات وغیرہ وغیرہ،سب ''نفی حکم ذاتی ومطلق'' ہی کی تفسیر ہیں۔

(الهابقية صالحة)

موجودہ جمہوریت وحریت کا پہلا سال ۱۷۹۹ء سمجھا جاتا ہے جبکہ ۱۴ جولائی سے (انقلاب فرانس) کی تحریک کا آغاز ہوا اور رجال انقلاب نے مشہور قلعہ (باسٹیل) پر قبضہ کرلیا۔

یہ زمانہ اگرچہ انسانی جذبات کی شورش وطوائف الملوکی کا ایک ہیجانی دور تھا اور ایک عہد کے اختتام کے بعد دوسرے کے آغاز سے پہلے ایسا ہونا ضروری ہے تاہم ایک جمعیت وطنیہ موجود تھی جو اس وقت تمام اعمال وامور انقلاب کی حکومت اپنے ہاتھوں میں رکھتی تھی اور یہ برابر قائم رہی،تا آنکہ ۱۷۹۱ء میں اس نے فرانس کے پہلے دستور کا اعلان عام کیا۔

Marfat.com

یہ جمعیت انقلاب سے پہلے ۱۷ جون ۱۷۸۹ء کو قائم ہوئی تھی اور تمام دور انقلاب اسی کے زیر حکومت رہا۔

(واقعہ باسٹیل) کے بعد ۴، اگست کی شب کو جمعیت نے اپنا مشہور ''منشور انقلاب'' شائع کیا تھا جس نے تاریخ میں اولین ''فرمان حریت'' کے لقب سے جگہ پائی ہے۔ اس میں انقلاب کی تکمیل کا اعلان تھا اور دنیا کو بشارت دی گئی تھی کہ وہ شاہد حریت، جو اپنی رونمائی میں انسانی خون اور لاش کی پہلی قربانی قبول کر چکی ہے، اب وقت آ گیا ہے کہ برقعہ الٹ دے اور دنیا کے سامنے اپنا نظارۂ امن عام کر دے۔

اس منشور میں سب سے پہلے نظام حکومت قدیمہ کی بعض خصوصیات بتلائی تھیں، پھر مقصد انقلاب کی تصریح کی تھی، آخر میں اعلان عام تھا کہ پچھلے عہد کے تمام اعمال و آثار آئندہ کے لیے کالعدم قرار دیئے جاتے ہیں۔

اس منشور میں لکھا تھا کہ قدیم نظام حکومت کا سب سے بڑا عذاب انسانیت پر یہ تھا کہ بادشاہ کا تسلط جزو کل پر حاوی تھا اور اس کو ''رئیس مطلق'' کی حیثیت بغیر کسی مراقبہ و مسئولیت کے حاصل تھی۔

پھر اس کے بعد آئندہ حالت کی الفاظ ذیل میں تصریح کی تھی:

جمعیت وطنیہ نے جو کچھ کیا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس نے حکومت مطلقہ سے بادشاہ کو محروم کر دیا، وہ ملک و امت کو اس کا مستحق قرار دیتی ہے۔

آج کے دن سے حکومت مطلقہ منہدم ہو گئی اور اہل وطن میں باہم امتیاز و فضیلت کا دور ختم ہو گیا۔ اب ملک بادشاہ سے اور وطنیہ عدم مساوات سے آزاد ہے!

جمعیت وطنیہ گزشتہ زمانے کے ان تمام آثار و اعمال کو کالعدم قرار دیتی ہے جن کی وجہ سے حریت و مساوات اور حقوق عامہ کو ایک ادنیٰ سے ضرر کا بھی احتمال ہے۔

Marfat.com

اب نہ ارباب عزّ و دولت کے لیے کوئی امتیاز باقی رہا، نہ زمینداروں کے لیے حق فضیلت واستیلا، وراثت سے کوئی حق پیدا نہیں ہوتا اور نہ طبقات و مدارج کا اختلاف کوئی شے ہے۔ تمام القاب وخطابات جو کل تک لوگوں کو حاصل تھے، آج کے دن سے یقین کرلیا جائے کہ بالکل بیکار و کالعدم ہو گئے ہیں۔

محض وراثت کی بنا پر کسی کو حکومت سے وظیفہ نہیں مل سکتا۔ کسی جماعت کو یا کسی فرد واحد کو ایک ادنیٰ سا بھی امتیاز ان قوانین عامہ سے بری ہونے کا نہیں جو ہر فرانسیسی پر نافذ ہوں گے۔

مبادیٔ حریت

لیکن اب تک نظام حکومت کا کوئی قانون مرتب نہیں ہوا تھا۔ ایک مجلس تشریع (واضع قوانین) قائم کی گئی تھی، تاکہ فرانس کا دستور مرتب کرے۔ اس مجلس نے وضع قوانین سے پہلے بطور مبادی دستور وحریت کے چند دفعات مرتب کیں اور انہی کو تمام نظامات و قوانین کا اساس واصل الاصول قرار دیا۔

یہ مبادی حریت ایک اعلان کی صورت میں قلمبند کئے گئے تھے اور ۱۷۷۹ء میں چھپ کر جمعیت کی طرف سے شائع ہوئے تھے۔

حقوق انسانی کا یورپ میں اعلان

ان مبادیات کا خلاصہ یہ تھا:

انسان آزاد پیدا ہوتا ہے اور آزادی ہی کے لیے زندہ رہتا ہے۔ تمام انسان بلحاظ حقوق مساوی ہیں۔

حقوق طبیعی پانچ ہیں: حریت، تملک، امن، مقاومت

(حریت) کے معنی یہ ہیں کہ انسان کو قدرت حاصل ہو کہ ہر اس کام کو کر سکے، جسے بغیر کسی دوسرے کو نقصان پہنچائے وہ کر سکتا ہے۔

Marfat.com

(تملک) سے مقصود اپنی ملکیت صحیح وقانونی کے قبض وتصرف کے کامل حق کا ملنا ہے۔یعنی ہر شخص اپنی املاک کا مالک ہواور کوئی اس سے چھین نہ سکے۔

(امن) سے مقصود یہ ہے کہ ہر شخص اپنی جگہ پر محفوظ و بے خطر ہواور صرف قانون کی خلاف ورزی کی ایک صورت ایسی ہو، جواس کے امن میں خلل ڈال سکے۔

(مقاومت) سے مقصود جور وظلم اور حملہ واقدام مجرمانہ کی مقاومت ہے۔یعنی ہر شخص اپنی حفاظت کے وسائل اختیار کرنے کی قدرت رکھتا ہو، ظلم وجور کے خلاف احتجاج (پروٹسٹ) کر سکے۔

قانون ارادہ عامہ کا مظہر ہے۔پس ہر وطنی کو حق ہو کہ وہ ذاتی طور پر یا بتوسط وکلا مجلس اعلیٰ (سینٹ) میں شرکت کر سکے۔

ہر وطنی بلحاظ وطنی ہونے کے یکساں حکم سے موَثر ہو۔اس بنا پر ہر شخص کے لیے ممکن ہو کہ وہ بڑے سے بڑے عہدے کو اور اعلیٰ سے اعلیٰ وظیفہ کو حسب اقتدار واہلیت حاصل کر سکے۔

کسی انسان کے لیے کسی حالت میں جائز نہ ہو کہ وہ کسی انسان کو قید کر سکے یا اور کوئی ایسا ہی سلوک کر سکے۔الا انہی صورتوں میں، جو قانون نے مقرر کر دی ہوں اور اسی طریقہ پر ، جو اس نے قرار دے دیا ہو۔کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے کو اپنی رائے کے اظہار سے روکے، اگر چہ وہ دینی ہو اور عام اعتقادات دینیہ کے مخالف۔البتہ اس صورت میں اس کا اظہار روکا جا سکتا ہے جبکہ وہ قانون کے لحاظ سے امن عامہ کے لیے مضر ہو۔

ہر وطنی کو پورا حق حاصل ہے کہ اپنی رائے وفکر کے مطابق گفتگو کرے اور لکھے پڑھے، یا چھاپ کر شائع کرے۔

اسی طرح ہر وطنی کو حق توزیع واشاعت حاصل ہے۔

Marfat.com

''حق تملک'' ایک مقدس حق ہے۔ کسی شخص کی طاقت نہیں کہ کسی کی ملکیت اس سے چھین سکے۔ البتہ مصالح عامہ سب پر مقدم ہیں۔ لیکن اس کے لیے بھی جب تک قانونی صورت نہ ہو، کوئی شخص اپنی ملکیت سے دست بردار ہونے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

موجودہ تحریک انقلاب کے مبادی مقاصد میں سے ہے کہ ''حق حکم وتسلط'' اشخاص کو نہیں بلکہ امت اور ملک کو حاصل ہو۔ جمیع ابنائے وطن اپنے تمام حقوق میں مساوی ہو جائیں، حریت سے متمتع ہوں اور ہر طرح مامون ومصئون رہیں۔ پس امت فرانسوی کا شعار وطنی حریت، مساوات اور اخوت قرار پایا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ یورپ کی موجودہ جمہوریت کا مبدء سعادت مجلس تشریع فرانس کا یہی اعلان تھا۔ تاریخ نے اسے ''اعلان حقوق الانسان'' کے لقب محترم سے محفوظ رکھا ہے اور ہمیشہ محفوظ رکھے گی۔

ہم نے اس حصہ بیان کو اس لیے کسی قدر طول دیا، تا کہ انقلاب فرانس کی انتہائی حد حریت و جمہوریت سامنے آ جائے۔ نیز اندازہ کیا جا سکے کہ یورپ کی موجودہ جمہوریت کے خلاصۂ امور ومبادی نظام واساس کیا کیا ہیں؟

یہ انقلاب فرانس کے تلاش حریت ومساوات اور جستجوئے حقوق انسانی کی انتہائی سرحد تھی۔ یہی مبادی حریت ہیں جن کو انسانی آزادی کے سب سے آخری سوال کے جواب میں آج یورپ بتلا سکتا ہے۔

اس اعلان مبادی حریت میں بھی دراصل وہی ایک اصل اصول حریت اس کی ہر دفعہ کے اندر موجود ہے، جس کی طرف گذشتہ مضمون میں ہم اشارہ کر چکے ہیں۔ تمام دفعات کا اگر خلاصہ ایک جملہ میں کرنا چاہیں تو صرف یہی ہوگا کہ ''السلطة للامة'' یعنی حق حکم و تسلط صرف امت ہی کے لیے ہے۔

Marfat.com

چنانچہ اس کے بعد یہی اصل اصول فرانس کی تمام دستوری اور جمہوری جماعات کے پیش نظر رہا۔ انقلاب سے پہلے فرانس میں پارلیمنٹری حکومت موجود تھی، لیکن شاہی حقوق وتسلط اور کلیسا کا عالمگیر استبداد اس درجہ قوی تھا کہ دراصل ایک شخصی تخت شاہنشاہی حکومت مقیدہ کے نام سے حکمرانی کر رہا تھا۔

انقلاب کے بعد رجال انقلاب میں تفریق ہوگئی۔ ایک گروہ ملوکی مگر دستوری ومقید حکومت قائم کرنا چاہتا تھا۔ گروہ غالب یہی تھا اور اس کے سامنے انگلستان کے دستور کا نمونہ تھا۔ دوسرا گروہ خالص جمہوری حکومت کا نظام بنانا چاہتا تھا۔ یہ جماعت اگرچہ قلیل تھی مگر عوام اور کاشتکاروں پر اس کا اثر حاوی تھا، ۱۰ اگست ۱۷۹۲ء کو اس جماعت نے پیرس کے دیہاتیوں سے شورش کرا کے مجلس کو مجبور کیا کہ وہ ایک ایسے نئے دستور کا اعلان کر دے، جو بادشاہ کے وجود سے بالکل مستغنی ہو۔

اس غرض سے ایک نئی مجلس کا انتخاب ہوا۔ منتخبہ مجلس نے ایک سب کمیٹی قائم کی جس کے اکثر اعضاء، مشہور انقلابی مصنف جان روسو Roussepu کے شاگرد تھے۔ انہوں نے اسی اصل اصول کو تمام نظام وقوانین کا محور قرار دیا کہ "السلطة للشعب وحده" حکم و تسلط صرف قوم ہی کے لیے ہے اور ایک نیا نظام مرتب کیا جو ملکیت (شاہی شرکت) سے بالکل خالی تھا۔ یہ نظام تاریخ انقلاب میں "دستور ۱۷۹۳ء کے لقب سے مشہور ہے۔

لیکن دوسرے سال یہ دستور بھی قائم نہ رہا۔ یہ دور انقلاب درحقیقت انسانی جذبات کی شورش، اذہان کی طوائف الملوکی اور طبیعت انسانی کے مطالبات مفرطہ کا ایک ہیجانی دور تھا۔ فرانسیسی قوم جو مدت سے معطل تھی، سوچ سکتی تھی مگر کچھ کر نہیں سکتی تھی۔ لوگوں کی مثال بقول وکٹر ہیوگیو (Victor Hugo) "بالکل ان قیدیوں کی سی ہوگئی تھی جو مدت العمر قید خانے میں رہ کر آزاد ہوئے ہوں اور جیل کے احاطے سے نکل کر جب آسمان کی کھلی فضا کے نیچے پہنچیں تو حیران ہو کر رہ جائیں کہ اب انہیں کیا کرنا چاہیے؟"

Marfat.com

یہ حالت قدرتی ہے اور ہمیشہ ایک دور کے اختتام اور دوسرے کے آغاز کا درمیانی حصہ دنیا نے ایسی ہی حالتوں میں کاٹا ہے۔ فرانس بھی اسی میں مبتلا تھا۔ دستور مرتب ہوتے تھے اور پھر نئے دستور کا مطالبہ کیا جاتا تھا۔ حکومتیں تعمیر کی جاتی تھیں اور پھر ڈھائی جاتی تھیں۔ ۱۷۹۵ء میں نئے دستور کا اعلان ہوا اور ۱۷۹۹ء تک قائم رہا۔ اسی اثنا میں فرانس اور یورپ میں جنگ شروع ہوگئی جس کی بناء محرکہ دراصل فرانس کا انقلاب حکومت ہی تھا۔ اس بیرونی مصروفیت سے اندرونی نزاعات کی قوت معاً گھٹ گئی۔ یہاں تک کہ حالات نے ایک دوسرے انقلاب کا صفحہ الٹا اور ملوکیت جو فرانس سے چلی گئی تھی، پھر دوبارہ بلالی گئی۔

اب تک سر رشتہ حکومت ڈائرکٹروں کی ایک جماعت کے ہاتھ میں تھا اور مختلف اداری و تشریعی اور نیابی و انتخابی مجالس قائم تھیں۔ اب انہوں نے دیکھا کہ زیادہ عرصے تک حکومت اپنے قبضے میں نہ رکھ سکیں گے۔ وضع ملکی کو کسی نہ کسی طرح جنگی مہلت سے فائدہ اٹھا کر بدل دینا چاہیے۔ اسی سیاست کا نتیجہ وہ انقلاب ثانی تھا جو ۱۸ نومبر ۱۷۹۹ء کو وقوع میں آیا اور مشہور فاتح یورپ (نپولین بوناپارٹ) کی اعانت سے پانچ سو نائبین ملک کی مجلس فوجی قوت سے توڑ دی گئی اور اس طرح عہد کرامویل کی تاریخ انگلستان کا پھر اعادہ ہوا، جس نے شخصیت کو شکست دے کر پھر خود اپنی شخصیت سے ملکی جمہوریت کو شکست دی تھی۔

اب ایک نئی مجلس اس غرض سے منتخب کی گئی کہ نئے نظام دستور کو مرتب کرے چنانچہ آٹھویں سال انقلاب کا دستور شائع کیا گیا۔ یہ دستور فی الحقیقت بوناپارٹ کا گھڑا ہوا ایک کھلونا تھا، جو فرانس کو بہلائے رکھنے کے لیے بنایا گیا تھا۔ بظاہر ایک جمہوریت قائم کی گئی جس میں دستور جمہوری کے تمام اعضاء و جوارح موجود تھے۔ مگر دماغ کی جگہ ایک قنصل کا عہدہ قائم کیا گیا جو بیس برس کے لیے نامزد کیا جائے گا اور جو جمہوریت کی طرف سے فرانس پر حکومت کرے گا۔ تمام عمال کا تعین، تمام فوج کی قیادت، صلح و جنگ کا اختیار، تمام اداری و تنفیذی قوی کا سر رشتہ آخری، اسکے سپرد کر دیا گیا۔ اس کی معاونت کے لیے دو نائب بھی

Marfat.com

رکھے گئے مگر فی الحقیقت وہ اپنے تمام کاموں میں ایک خودمختار حکمراں اور شہنشاہ مطلق تھا۔

اس جمہوری شہنشاہی کے تخت پر نپولین بوناپارٹ متمکن ہوا۔

یہ سب کچھ ہوا لیکن انقلاب فرانس اپنا کام پورا کر چکا تھا۔ فرانس پر یہ دور بھی گذر گیا۔ اس کے بعد ملوکیت و مطلق العنانی کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ تمام یورپ میں نظام مقیدہ کی حکومت داخل ہوئی۔ فرانس میں بھی انگریزی نظام دستوری قائم کیا گیا۔ بااین ہمہ آخر میں فتح جمہوریت ہی کو ہوئی اور وہی انقلاب فرانس کا قائم کردہ اصل اصول بغیر کسی تغیر کے تمام قوانین کی بنیاد قرار پایا کہ:

السلطة للشعب وحده.

یورپ کے دیگر حصص میں اگرچہ اس انقلاب کا اثر ملوکیت مقیدہ سے آگے نہ بڑھا مگر فی الحقیقت ہر دستور و نظام حکومت میں بصور مختلفہ یہی اصل الاصول کام کر رہا ہے۔

تنبیہ

اس مضمون میں جا بجا حکومت مقیدہ، ملوکیہ، دستوری وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ حکومت ''مقیدہ'' سے مقصود وہ نظام حکومت ہے جس میں گو بادشاہ کے حقوق و تسلط حکم کو برقرار رکھا گیا ہو، لیکن قانون و آئین کی پابندی کے ساتھ حکومت کی جائے۔ ''ملکیۂ مقیدہ'' سے بھی وہی مقصود ہے۔ ''دستوری'' سے مقصود پارلیمنٹری حکومت ہے، جس میں بادشاہ قانون و جماعت کے ماتحت ہو اور یہ ''نظام انگریزی'' کے لقب سے مشہور ہے۔ صرف ''ملکیہ'' سے مراد حکم مطلق یا شخصی حکومت ہے۔

''جمہوری'' نظام حکومت بادشاہ کے وجود سے بالکل خالی ہوتا ہے، حکومت صرف ملک کی اکثریت کرتی ہے اور نظم اداری کے لئے ایک شخص باسم صدر منتخب کر لیا جاتا ہے یہی طرز حکومت آجکل امریکہ اور فرانس اور بعض چھوٹی چھوٹی جمہورتیوں کا ہے۔

آج کل کی اصطلاح کے مطابق اسلام ملکیت مقیدہ یا نظام دستوری انگلستان کے مطابق حکومت قرار نہیں دیتا جیسا کہ غلطی سے بعض لوگ سمجھتے ہیں، بلکہ اس کا نظام خالص

Marfat.com

جمہوری اور شائبہ تشخص وملکیت سے کلیتاً پاک ہے:

کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ.

''انقلاب فرانس'' یورپ کی موجودہ جمہوریت کا سرچشمہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ہم نے مختصر طور پر اس کے اعلانات واساسات کی تشریح کی تا کہ آیندہ مباحث کے سمجھنے میں آسانی ہو۔گذشتہ مضمون میں فرانس کا جو''منشور حریت''نقل کیا ہے اور جس میں مبادی حریت ومساوات بیان کئے گئے ہیں، اس سے اگر تشریح قوانین وتکرارِ مقاصد واعادۂ مطالب کو الگ کر دیا جائے تو اصل اصول نظام جمہوریت کے وہی چند دفعات رہ جاتے ہیں جن کو اس مضمون کی اولیں قسط میں ہم نے بیان کیا تھا اور پھر ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا ہے کہ مکرر دہرا چکے ہیں یعنی بصورت تقسیم مواد، منع حکم ذاتی، مساوات عمومی، انتخاب رئیس اور اصول شوریٰ، یہی چار دفعات اصل اصول قرار دیئے جاسکتے ہیں۔اگر ان عناصر مرکبہ کی بھی تفریدکی جائے تو پھر صرف ایک ہی اصل الاصول آخر میں باقی رہ جائے گا یعنی''منع حکم مطلق وذاتی''یا''السلطته للشعب وحده''حق تسلط صرف قوم ہی کو حاصل ہے۔

احکام اسلامیہ ونظام خلافت راشدہ

انہی دفعات اربعہ نظام جمہوریت کو پیش نظر رکھ کر ہم نے احکام اسلامیہ واعمال مسلمین اولین کا تفحص کیا تھا اور ایک ایک دفعہ پر ترتیب وار بحث کی تھی۔گو بحث اجمالی، اور نظر سرسری تھی، تاہم حسب ذیل نتائج تک پہنچنے میں ضرور رہنما ہوئی ہوگی۔

۱۔اسلام ہر قسم کے ذاتی وشخصی تسلط کی نفی مطلق کرتا ہے۔اس نے روز اول ہی سے جو نظام حکومت قائم کیا، وہ خالص جمہوری اور شائبہ شخصیت سے پاک تھا۔تصریحات کلام اللہ اور سنت مسلمین اولین سے بغیر کسی توجیہ وتاویل کے ثابت ہوتا ہے کہ''حکومت جمہور کی ملک ہے۔ذات اور خاندان کو اس میں دخل نہیں''یہی اصول خلاصہ نظام جمہوریت حاضرہ ہے۔

۲۔نفی حکم ذاتی کا پہلا نتیجہ مساوات عمری افراد بشر ہے۔یعنی خاندانی، ملکی، قومی، اور مالی امتیازات کوئی شے نہیں۔اسلام نے پہلے ہی دن اعلان کر دیا

Marfat.com

لیس لاحدعلی احد فضل، الابدین وتقویٰ.

یعنی کسی ایک انسان کو دوسرے انسان پر کوئی فضیلت نہیں ہوسکتی اِلاّ اس کی دینی فضیلت اور حسن عمل۔

۳۔ نظام جمہوریہ کا تیسرا رکن رئیس جمہوریہ اور اس کا تقرر بذریعہ انتخاب ہے۔ رئیس جمہوریت کو اسلام خلیفہ کہتا ہے اور ''اجماع'' سے مقصود قوت اکثریت انتخاب ہے۔

۴۔ اسی ضمن میں تکمیل جمہوریت صحیحہ کے لئے ضرور تھا کہ خود ''رئیس جمہور'' کو عام افراد ملک کے مقابلہ میں کوئی امتیاز خاص حاصل نہ ہو۔ مساوات حقیقی کے یہ معنی ہیں، کہ جس شخص کو رئیس جمہوریت منتخب کیا گیا ہے، وہ اپنے تمام حقوق قانون ومال میں بھی مثل ایک عام باشندہ شہر کے نظر آئے۔ پس اس حیثیت سے بھی تفصیلی نظر ڈالی گئی تو اسلام کا خلیفہ اس شان میں سامنے آیا کہ پھٹی ہوئی چادر اور دو وقت کی غذا کے سوا اس کے پاس اور کچھ نہ تھا!

ان مباحث کے ضمن میں ہم پر اس سے بھی زیادہ خصائص الٰہیہ اسلامیہ کا انکشاف ہوا۔ ہم نے صرف یہی نہیں دیکھا کہ جو کچھ آج جمہوریت وحریت اور مساوات وآئین کے نام سے دکھلایا جارہا ہے، وہ سب کچھ اسلام کے پاس موجود ہے۔ بلکہ یہ بھی نظر آیا کہ موجودہ عصر تمدن کے یہ تمام مناظر فنحیمہ اب تک اس حقیقت عظمیٰ واصلیت کبریٰ سے خالی ہیں، جن کو تیرہ سو برس پہلے وہ ظاہر کر چکا ہے۔

یورپ کی ناکامیاب جستجوئے مقصد اور انقلاب فرانس کی ناکامی

حریت صحیحہ اور اسلام کے تعلق پر بحث کرتے ہوئے دو پہلو پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایک پہلو بحث کا یہ ہے کہ آج یورپ کے بازار حریت میں بہتر سے بہتر جو متاع دکھلائی جا سکتی ہے، وہ ہمارے امانت خانوں میں تیرہ سو برس سے موجود ہے۔

دوسرا حصہ وہ ہے جہاں نظر آتا ہے کہ صرف وہ متاع ناقص ہی نہیں، بلکہ اس سے بھی اعلیٰ واشرف اشیا ہمارے پاس موجود ہیں۔

ہم نے گذشتہ مباحث میں اس دوسرے حصہ بحث پر بھی کہیں کہیں نظر ڈالی ہے اور

Marfat.com

اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

۱۔اسلام نے اپنے نظام حکومت سے بکلی بادشاہ کے وجود کو خارج کر دیا اور ایک کامل جمہوریت قائم کی جس میں صرف ایک پریسیڈنت باسم خلیفہ رکھا گیا ہے۔ برخلاف اس کے یورپ میں جمہوریت کی تحریک اب تک پوری طرح کامیاب نہ ہوسکی۔

اس کا بڑا حصہ اب تک تاج وتخت فرمانروائی کے آگے عاجزی کرنے پر مجبور ہے امریکہ اور فرانس، صرف یہی دو بڑی جمہوریتیں انقلاب فرانس کا کامیاب نتیجہ ہیں۔ان کے علاوہ چند چھوٹی چھوٹی جمہوریتیں ہیں مگر ان کا شمار بڑے ملکوں میں نہیں۔

۲۔انقلاب کی اصلی روح مساوات ہے اور صرف شاہی اقتدار وتسلط کے روک دینے ہی سے جمہوریت صحیحہ قائم نہیں ہوسکتی۔تاوقتیکہ نوع بشر میں مساوات حقیقی قائم نہ ہو۔ اس بنا پر گو فرانس کے انقلاب نے شاہی اقتدار کی مطلق العنانی سے دنیا کو نجات دلا دی، تاہم وہ ''مساوات حقیقی'' کے قیام میں کامیاب نہ ہوسکا۔مختلف درجات وطبقات امت کا اختلاف بدستور باقی ہے۔دولت کے اقتدار کی لعنت سے اب تک دنیا نے نجات نہیں پائی اور تمیز ادنیٰ واعلیٰ کے عذاب الیم کی زنجیر اب تک اس کے پاؤں میں پڑی ہے۔

۳۔یہ کیا ہے کہ اب تک بادشاہ ہے جو ملکی خزانے سے کروڑوں روپیہ لیتا اور باوجود ایک عام باشندۂ شہر ہونے کے عام باشندوں سے ارفع واعلیٰ رہتا ہے؟

اب تک وہ عظمت وجبروت کے اس عرش مقدس پر متمکن ہے، جہاں تک زمین کے عام باشندوں کی رسائی نہیں؟

شاہ انگلستان ستر لاکھ پچاس ہزار روپیہ ہر سال تن تنہا اپنے اوپر صرف کرتا ہے اور جرمنی کا حکمران نوے لاکھ۔پھر کیا باایں ہمہ یورپ کو مساوات انسانی کے ادعاء کا حق حاصل ہے؟

اس کی آبادی اب تک ان امیروں کے ایوانوں سے رکی ہوئی ہے جو چاندی سونے کے گھمنڈ میں اپنے ہم جنسوں کے ساتھ سب کچھ کر سکتے ہیں۔پھر وہ مساوات کہاں ہے جس کے فرشتے نے تمام اکناف یورپ کو اپنے پروں میں چھپالیا ہے؟

Marfat.com

لیکن اسلام نے روز اول ہی مساوات کی حقیقی تصویر دنیا کو دکھلا دی۔ اس کا اولین قدوس بادشاہ جس طرح زندگی بسر کرتا تھا تم پڑھ چکے ہو۔ اس کے خلفاء نے صاف کہہ دیا کہ:

حلتان و قوتی و قوت اھلی۔

یعنی مجھ کو صرف دو جوڑے کپڑے کے اور اپنی اور اپنے اہل وعیال کی مایحتاج غذا چاہیے اور بس!

حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ مخزوم کی ایک عورت کی نسبت روسائے قریش سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کی اولین مجلس میں، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے سردار رومی کے آگے، مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ایرانی سپہ سالار کے سامنے اور واقعہ اجنادین میں رومی سپہ سالار کے آگے اس کے مخبر نے، جو تقریریں کی تھیں، ان کو تمام گذشتہ مضمون میں پڑھو اور پھر مساوات یورپ کا مساوات اسلامی سے مقابلہ کرو!

۳۔ لیکن مساوات کے بھی مختلف درجے اور اس کی مختلف قسمیں ہیں۔ یہ سچ ہے کہ انقلاب فرانس نے اپنے اعلان حریت میں تمام ابناءِ وطن کو مساوی قرار دیا، لیکن کیا تمام ابناء آدم کو بھی درجہ وحقوق میں مساوی قرار دے سکا؟ وہ عدم مساوات جو ایک محدود رقبہ زمین میں ہو، زیادہ مستحق نفریں ہے، یا وہ جو تمام دنیا اور دنیا کی تمام قوموں میں پھیلا ہوا ہو؟ اگر تم ایک سرزمین کے رہنے والوں کو ایک درجے میں رکھنا چاہتے ہو تو یہ دنیا کے دکھ کا اصلی علاج تو نہ ہوا۔ دنیا اس مساوات کے لیے تشنہ ہے جو ابناء وطن کی طرح مختلف وطنوں اور قوموں کا امتیاز بھی مٹا دے اور اسود وابیض، مغرب ومشرق، متمدن وغیر متمدن، غرضیکہ خدا کے تمام بندوں کو ایک درجے میں لا کر کھڑا کر دے۔ تم ابھی ابھی انقلاب فرانس کی سرگزشت سے فارغ ہوئے ہو۔ تم نے وہ اعلان حریت پڑھا ہے، جس کو تاریخ عظمت کے ساتھ اپنے سینے سے لگائے رکھتی ہے، لیکن کیا اس میں اول سے لے کر آخر تک کسی جگہ بھی اس مساوات کا ذکر ہے جو کسی خاص سرزمین کو نہیں بلکہ تمام عالم کو اپنا پیغام نجات سناتا ہو؟ اس کی ہر دفعہ کو مکرر پڑھ لو۔ تم ہر جگہ "وطن" ہی کا نام پاؤ گے اور انقلاب فرانس کا بلند سے بلند مساوات کا تخیل اس سے

Marfat.com

زیادہ نہ ہوگا کہ ''فرانس'' کا ہر باشندہ ایک دوسرے کے برابر ہو جائے۔

لیکن خدا کی زمین جو صرف فرانس اور یورپ ہی کی اقوام سے آباد نہیں ہے، اپنے اس زخم کے لیے کہاں مرہم ڈھونڈھے، جس نے ایک قوم اور وطن کو دوسری قوم اور وطن پر فضیلت دے دی ہے؟

یورپ سے اس کو تسکین نہیں مل سکتی، لیکن اسلام کا ہاتھ اس کو مرہم بخش سکتا ہے۔ اس نے صرف اپنے وطن اور سرزمین ہی کو مساوات باہمی کا حقدار نہیں سمجھا، بلکہ اس کا اعلان ایک عالمگیر مساوات کا فرمان تھا۔ جبکہ اس نے کہا:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ! (۴۹:۱۳)

اے لوگو! ہم نے تم کو مرد و عورت کے اتحاد سے پیدا کیا اور کو مختلف قوموں اور خاندانوں میں تقسیم کر دیا لیکن اس اختلاف قوم و نسل سے کوئی امتیاز و شرف حاصل نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس سے مقصود صرف یہ ہے کہ تم باہم ایک دوسرے سے شناخت کئے جاؤ۔ ورنہ تم میں سب سے زیادہ اللہ کے آگے افضل وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی اور نیک اعمال ہے تو اس کا اعلان مساوات صرف مکہ اور حجاز ہی کے لئے نہ تھا بلکہ تمام عالم کے لئے تھا:

اسلام صرف وطن ہی کی محبت لیکر نہیں آیا۔ اسکے پاس تمام عالم کے عشق کا پیغام ہے۔ اس نے جو کچھ کیا تمام عالم کے لئے کیا اور صرف وہی تھا جو کر سکا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا (۳۴: ۲۸)

دنیا کا خدا ''رب العالمین'' تھا، جس کی ربوبیت عامہ میں کوئی خصوصیت وطن و مقام نہیں۔ پس اس کا پیغام امن و نجات بھی ''رحمتہ للعالمین'' ہو کر آیا کہ:

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (۲۱:۱۰۷)

۴۔ اگر یورپ مساوات انسانی کے اصلی راز کو پالیتا تو اشتراکیہ (سوشلزم) کی بنیاد

Marfat.com

نہ پڑتی۔امراء کے اقتدار، دولت کی ظالمانہ تقسیم، طبقات عامہ کی تذلیل وتحقیر، اربابِ اقتدار کا استبداد، جماعت وافراد کا قانونی امتیاز، یہ اور اسی طرح کے اسباب ہیں، جن کی وجہ سے اشتراکیت کی بنیاد پڑی اور روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔یورپ کے ادعاء مساوات کی سماعت کرتے ہوئے کوئی وجہ نہیں کہ ہم اشتراکیت کی شہادت سے کان بند کرلیں۔ابھی لوگوں نے دوسال پیشتر کا وہ موقعہ بھلایا نہ ہوگا جب مسٹر لائڈ جارج نے امراء انگلستان کے ٹیکس سے بری ہونے کے خلاف سعی کی تھی اور اس کی وجہ سے طبقہ خواص میں ایک سخت جوش پھیل گیا تھا۔

رجوع بہ مباحث بقیہ

پس ان مباحث کے بعد اب ہمارے لیے صرف دو منزلیں اور باقی رہ گئی ہیں:

ا۔حکم ''مشورہ'' اور ''اصول شوراء اسلامیہ'' اس کے ضمن میں ان آیات کریمہ پر ایک مفسرانہ نظر ڈالنی چاہیے جن میں حکم شوریٰ دیا گیا ہے۔

۲۔بعض شکوک واعتراضات کی تحقیق جو اس بارے میں پیدا ہوتے ہیں از انجملہ وہ شبہات جو انقلاب عثمانی کے زمانہ میں بعض جرائد ومجلات میں شائع ہوئے تھے اور حال میں ایک تحریر کے ذریعہ ان کا اعادہ بھی کیا گیا ہے۔یہ تحریر روزانہ پیسہ اخبار لاہور میں شائع ہوئی ہے۔آئندہ مضمون میں ہم ان دونوں بحثوں کی طرف متوجہ ہوں گے:

والله الهادی، و علیه اعتمادی.

Marfat.com

حریت اور حیات اسلامی

قرآن حکیم کی تصریحات

یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُھَدَآءَ لِلّٰہِ وَ لَوْ عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ اَوِالْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ (نساء ۴:۱۳۵)

مسلمانو! تم انصاف پر قائم اور (زمین میں) خدا کے گواہ رہو، گو یہ گواہی خود تمہارے اپنے نفس یا والدین یا عزیز و اقارب کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

اگر یہ سچ ہے کہ قومی زندگی کی جان اخلاق ہے تو یہ بھی سچ ہے کہ اخلاق کی جان حریت رائے، استقلال فکر اور آزادی قول ہے لیکن اخلاق ملی کی یہ روح مہالک و خطرات کی موت سے گھری ہوئی ہے:

حفّت الجنة بالمکاره .

اس آب حیات کے حصول کے لیے زہر کا پیالہ بھی پینا پڑتا ہے:

الموت جسر الی الحیاة !

قوم کے نظام اخلاق و نظام عمل کے لیے اس سے زیادہ کوئی خطرناک امر نہیں کہ موت کا خوف، شدائد کا ڈر، عزت کا پاس، تعلقات کے قیود اور سب سے آخر قوت کا جلال و جبروت، افراد کے افکار و آراء کو مقید کر دے۔ ان کا آئینہ ظاہر، باطن کا عکس نہ ہو، ان کا قول ان کے اعتقاد قلب کا عنوان نہ ہو، ان کی زبان ان کی دل کے سفیر نہ ہو۔ یہ وہی چیز ہے جس کو اسلام کی اصطلاح میں ''نفاق'' اور ''کتمان حق'' کہتے ہیں اور جس سے زیادہ

Marfat.com

مکروہ اور مبغوض شے خدائے اسلام کی نظر میں کوئی نہیں۔ اسلام کی بے شمار خصوصیات میں سے ایک خصوصیت کبریٰ یہ ہے کہ اس کی ہر تعلیم موضوع بحث کے تمام کناروں کو محیط ہوتی ہے۔ ہم نے تورات کے اسفار دیکھے ہیں، زبور کی دعائیں پڑھی ہیں، سلیمان (علیہ السلام) کے امثال نظر سے گذرے ہیں، یسوع کی تعلیمات اخلاقیہ کے وعظ سنے ہیں۔ ہم نے ان میں ہر جگہ خاکساری، انکساری، تحمل، ظلم، درگذر، تسامح اور عفو و کرم کے ظاہر فریب اور سراب صفت مناظر کا تماشا دیکھا ہے۔ لیکن کیا ان میں ان اصول اخلاق کا بھی پتہ لگتا ہے جو قوموں میں خودداری، سربلندی اور حق گوئی کا جوہر پیدا کرتے ہیں؟ جن کی نظر میں بمقابلہ حق، آقاؤ غلام، بادشاہ و گدا، عالم و جاہل، قریب و بعید اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خود اپنا نفس اور غیر، سب برابر نظر آتا ہے؟ جن کی راست گوئی، حریت پسندی اور حق پرستی کی عروۃ الوثقیٰ کو نہ تو تلوار کاٹ سکتی ہے، نہ آگ جلا سکتی ہے اور نہ محبت و خوف کا دیو توڑ سکتا ہے؟

فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا (بقرہ: ۲۵۶)

کیونکہ اس نے وہ مضبوط قبضہ پکڑا ہے جس کے لیے کبھی ٹوٹنا ہے ہی نہیں۔

اسلام ایک طرف مسلمانوں کی تعریف یہ بتاتا ہے کہ:

المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده (بخاری)

مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمانوں کو تکلیف نہ پہنچے۔

دوسری طرف مسلمانوں کی حقیقت یہ ظاہر کرتا ہے کہ اگر خدا و شیطان، حق و باطل معروف و منکر اور خیر و شر کا مقابلہ ہو تو وہ رضائے خدا، نصرت حق، امر معروف اور دعوت خیر کے لیے:

لَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ (مائدہ)۔

آسمان کے نیچے کی کسی ہستی کی پروا نہیں کرتے۔

Marfat.com

غربت سرائے دہر میں حق کا ٹھکانا صرف ایک مسلمان ہی کا سینہ ہونا چاہیے، لیکن کیا بدبختی ہے کہ آج ہمارے سینے باطل کا نشیمن، ہمارے دل نفاق کا مامن اور ہمارا باطن اخفائے حق کا ملجا بن گیا ہے، حالانکہ ہم وہی ہیں جنہیں حکم دیا گیا تھا کہ:

كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلّٰهِ (نساء: ۱۳۵)

دنیا میں خدا کے گواہ رہیں۔

لِمَ تَقُولُونَ مَالَا تَفْعَلُونَ ؟ (صف: ۶۱)

ان کا قول و عمل ہمیشہ برابر ہو۔

تَخْشَى النَّاسَ وَ اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَاهُ (احزاب: ۳۳)

ان کا دل اور زبان ہمیشہ ایک ہو۔ جن کو خدا کے سوا کوئی ہستی مرعوب نہیں کر سکتی۔

تسامح اور قول حق

عفو و درگذر، عیب کو ڈھانکنا، خطاؤں سے چشم پوشی کرنا، بلاشبہ ایک بہترین وصف ہے، لیکن اگر کسی شہر کی پولیس ان مسامحانہ اخلاق پر عمل شروع کر دے یا بڑے بڑے مجرموں کی طاقت سے مرعوب ہو کر اپنے فرائض میں کوتاہی کرے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تھوڑے ہی دنوں میں نظام و امن درہم و برہم ہو جائے گا اور معمورۂ شہر مٹی کا ڈھیر بن جائے گا۔ ہر آزاد رائے اور حر الفکر انسان خدا کی آبادی کا کوتوال ہے۔ اس کا فرض ہے کہ ہر غلط رَو کو روک دے، ہر خطا کار کو ٹوک دے اور حمایت حق و نصرت خیر کے لیے ہمہ تن آمادہ رہے تاکہ حق و باطل کے جور و ستم سے اور نور ظلمت کے حملہ سے محفوظ رہے اور سوسائٹی کا شیرازۂ نظام منتشر نہ ہو جائے۔

شریعت اسلامیہ نے اسی خاص فرض کا نام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر قرار دیا ہے اور ملت اسلامیہ کا خاص وصف یہ بیان کیا ہے کہ:

Marfat.com

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَامُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (۳:۱۱۰)

تم بہترین قوم ہو جو دنیا میں لوگوں کے لیے نمونہ بنائی گئی اچھی باتوں کی ہدایت کرتے ہو اور بری باتوں سے منع کرتے ہو۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ : (۳:۱۰۴)

تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی دعوت دے، اچھی باتوں کی ہدایت کرنے، بری باتوں سے روکے اور یہی گروہ کامیاب ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

غلط ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ صداقت اور حق گوئی، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، دعوت الی الخیر اور منع عن الشر کے سلسلہ میں اگر دوسروں کے حرکات وافعال کا نقد کیا جائے تو وہ اس تجسس احوال غیر کا ملزم ہوگا، جس کو قرآن نے منع کیا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ . وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ط اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ط وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ (۴۹:۱۲)

مسلمانو! بہت بدگمانیاں کرنے سے اجتناب کیا کرو! دوسروں کے حالات کی جاسوسی نہ کیا کرو، ایک دوسرے کی پیچھے میں بدگوئی نہ کرو! کیا تم پسند کرتے ہو کہ کسی بھائی کی لاش پڑی ہو اور تم اس کا گوشت نوچ نوچ کھاؤ؟ کیا تم کو گھن نہ آئے گی؟ خدا کا خوف کرو کہ خدا توبہ قبول کرنے والا اور رحمت والا ہے۔

Marfat.com

لیکن اس سے مراد وہ شخصی حالات ہیں جو امور دین اور مصالح ملت میں مؤثر نہ ہوں ورنہ فریضہ امر معروف اور نہی منکر کے لیے کیا چیز باقی رہ جائے گی؟ اور معاشرت کی اصلاح، معائب کے ازالہ اور منکرات کے ابطال کے لیے کون سا ہتھیار ہمارے پاس ہوگا؟ اگر ہمارے عظمائے محدثین حدیث میں رواۃ کے معائب واخلاق کی تنقید نہ کرتے اور حق کے مقابلہ میں بڑے بڑے ارباب عمائم اور جابرہ حکومت کے زور وقوت سے مرعوب ہو جاتے تو کیا آج ہمارے پاس اقوال حقہ کے بجائے صرف روایاتِ کاذبہ کا ایک ڈھیر نہ ہوتا؟

اس سلسلہ میں ہم کو یہ بھی بالاعلان کہنا چاہیے کہ سب سے پہلی ہستی جس سے سب سے پہلے محاسبہ کرنا چاہیے، جس کے افعال کی سب سے پہلے تنقید کرنی چاہیے، جس کے معائب کی سب سے پہلے مذمت کرنی چاہیے، وہ خود اپنی ہستی ہے، بہادر وہ نہیں ہے جو میدان قتال میں دشمن سے انتقام لے۔ جب تم کسی دوسرے کی اخلاقی صورت کی ہجو کر رہے ہو تو ذرا اپنے دل کے آئینہ میں بھی دیکھ لو کہ خود تمہاری صورت تو ویسی نظر نہیں آتی؟ جب حق کے اظہار کے لیے تمہاری زبان دلائل کا انبار لگا رہی ہو تو جھانک کر دیکھ لو کہ کہیں تمہارے خرمن دل میں تو یہ جنس موجود نہیں ہے؟ کیونکہ:

لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (الصف: ۱)

کیوں کہتے ہو جو تم خود کرتے نہیں؟

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ (بقرہ: ۲۶)

تم دوسروں کو تو نیکی کی بات بتاتے ہو لیکن خود اپنے کو بھول جاتے ہو؟

عربی آیت لکھنی ھے اصل سے

خدا کو یہ بات نہایت ناپسند ہے کہ جو تمہارا قول ہو وہ فعل نہ ہو۔

يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِم (۳: ۱۶۸)

منہ سے وہ بات کہتا ہے جو اس کے دل میں نہیں ہے۔

Marfat.com

اس لیے مسلمان کا ظاہر و باطن ایک ہو۔ وہ زبان سے جس کا اقرار کرتا ہو دل سے اس کا اعتقاد بھی رکھتا ہو، ورنہ وہ منافق ہے جو:۔

حریت رائے اور قول حق کی تعریف

حریت رائے اور قول حق کیا شے ہے؟ اس کا جواب آیات سابقہ نے بتایا ہے۔ یعنی جو بات حقیقتاً صحیح ہو۔ دل سے اس کا اعتقاد، زبان سے اس کا اقرار اور ہاتھ سے اس پر عمل۔ اگر غلطی سے حق کی ماہیت اس سے مخفی ہو تو جب اس کا علم ہو اپنی غلطیوں کا اعتراف کر لے۔ غیر اگر اس حق کا معارض اور اس صداقت کا دشمن ہو تو اس کی عظمت و جبروت سے اس کے ہاتھ میں رعشہ، اس کے پاؤں میں لغزش، اس کی زبان میں لکنت اور اس کے قلب میں خوف نہ ہو۔ سوسائٹی کی شرم اور اقارب و احباب کی محبت اس کی زبان حق کو اور اس کے دست صداقت شعار کو بیکار نہ کر دے۔ دولت و مال کی حرص اور عزت و جاہ کی طلب اس کے جادۂ حریت پرستی اور راہ صداقت پسندی میں سنگ گراں بن کر حائل نہ ہو۔ اغراض ذاتی اور ہوائے نفسانی کے سحر سے مسحور نہ ہو۔ رضائے خدا اور طلب حق کے سوا اس کا کوئی مطلوب نہ ہو کہ مذہب حق پرستی میں یہی شرک ہے:

وان الشرک لظلم عظیم.

ہر مسلمان کو فطرتاً آزاد گو اور حق پرست ہونا چاہیے

ہر مسلم موحد ہے اور ہر موحد آستانہ احدیت کے سوا تمام آستانوں سے بے نیاز اور واحد القہار کے سوا ہر ہستی سے بے خوف ہے، اس لئے وہ فطرتاً اپنے کسی قول و فعل میں آزادی و حق گوئی سے نہیں ڈرتا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو دیکھو کہ یہ خاک نشیں قیصر و کسریٰ کے دربار میں بے دھڑک جاتے ہیں اور قاقم و حریر کی مسندوں کو الٹ کر زمین پر بیٹھ جاتے ہیں۔ وہ فرش دربار جم و ایران کا سجدہ گاہ تھا، برچھی کی انی اور گھوڑوں کے سموں

Marfat.com

سے ان کے جبروت واستبداد کے پرزے اڑا دیئے گئے۔ جن درباروں میں زبان کی حرکت بھی سوءادب تھی، وہاں حمایت حق کے لئے ٹوٹے ہوئے قبضے اور چیتھڑوں سے بندھی ہوئی تلوار جنبش میں آجاتی ہے! اور پھر کیوں ایسا نہ ہو جبکہ ایک موحد کا اعتقاد یہ ہے کہ:

لا نافع ولا ضار الا اللہ.

خدا کے سوا نفع وضرر کسی کے ہاتھ میں نہیں۔

ہر مسلم خدا کا گواہ صادق ہے

ہر مسلم خدا کی طرف سے دنیا میں ایک گواہ صادق اور شاہد حال ہے کہ:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَّسَطاً لِتَكُوْنُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ (۲:۱۴۳)

خدا نے تم کو ایک شریف قوم بنایا ہے تا کہ لوگوں پر گواہ رہو۔

کیا اس سے زیادہ کوئی بد بخت ہو سکتا ہے، جس کو خدا نے محکمہ عالم میں اپنی طرف سے گواہ بنا کر بھیجا ہو اور وہ اس حق کی گواہی سے خاموش رہے یا اس کے اخفا کی کوشش کرے؟

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ (۲:۲۴۰)

اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا، جس کے پاس خدا کی کوئی گواہی ہو اور وہ اس کو چھپائے؟

کیونکہ مسلم کے خدا کا حکم ہے کہ:

لَاتَكْتُمُوْا الشَّهَادَةَ (۲:۲۸۳)

شہادت ربانی کا اخفا نہ کرو

ادائے شہادت ربانی اور حریت رائے ایک شے ہے

پس جو شخص شہادت ربانی کا اخفا نہیں کرتا اور خدا کی طرف سے جو علم اس کے قلب میں القا کیا گیا ہے وہ علی الاعلان اور بلا خوف لومتہ لائم اس کا اظہار کرتا ہے، وہی ہے جس کو

Marfat.com

دنیا صادق اللھجہ، مستقل الفکر، حر الضمیر اور آزاد گو کہتی ہے۔ پھر کیا جو شخص حر الضمیر اور آزاد گو نہیں، وہ، وہ نہیں جو شہادت کو چھپاتا ہے اور حق کی گواہی سے اعراض کرتا ہے؟ حالانکہ وہ وجود اقدس جو عالم الغیب والشہادۃ ہے، بتصریح فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَ لَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ج اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ج وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا (۴:۱۳۵)

مسلمانو! انصاف پر مضبوطی سے قائم رہو اور خدا کی طرف سے حق کے شاہد رہو، گو یہ شہادت خود تمہاری ذات کے یا تمہارے اعزہ واقارب کے خلاف ہی کیوں نہ ہو اور وہ خواہ دولت مند ہوں یا فقیر، ادائے شہادت میں ان کی پروانہ کرو کہ خدا دونوں کو بس کرتا ہے اور نہ متبع ہو کر حق سے انحراف کرو۔ اگر تم بالکل انحراف کرو گے یا دبی زبان سے شہادت دو گے تو جان لو کہ خدا سے کوئی امر مخفی نہیں، وہ تمہارے ہر عمل سے واقف ہے۔

اللہ اکبر! آج مسلمان خدا کے اتنے بڑے فرض کو بھولے ہوئے ہیں! وہ مسلمان جن کو صرف ایک سے ڈرنا تھا، اب ہر ایک سے ڈرنے لگے ہیں۔ وہ اظہار حق میں دولتمند سے ڈرتے ہیں کہ شاید اس کی جیب کرم بار کی چند چھینٹیں ہمارے دامن مقصود میں کبھی پڑ جائیں! اے دولت کے دیوتاؤں سے ڈرنے والو! کیا تم تک رزاق عالم کا یہ فرمان نہیں پہنچا کہ:

نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاكُمْ (الانعام)

ہم ہیں جو ان کو اور تم کو، دونوں کو رزق پہنچاتے ہیں؟

وہ حمایت حق کے لئے کمزوروں کا ساتھ نہیں دیتے لیکن اے کمزوروں کی مدد نہ کرنے والو! جانتے ہو کہ کمزوروں کا سب سے بڑا مددگار کیا کہتا ہے؟

Marfat.com

وَ نُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ! (۲۸:۵)

ہم ان لوگوں پر احسان کرنا چاہتے ہیں جو دنیا میں کمزور سمجھے گئے اور انہیں کو اب دنیا کا پیش رو اور زمین کا وارث بنائیں گے۔

وہ حکومت کی تلوار سے ڈرتے ہیں۔ مگر اے حکومت کی تلوار سے ڈرنے والو!

کیا تم نے نہیں سنا کہ حق پرستان مصر نے فرعون کو کیا کہا تھا؟

فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ اِنَّمَا تَقْضِىْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا (۲۰:۷۲)

تو جو کر سکتا ہے وہ کر گذر اور تو بجز اس کے کہ ہماری اس ذلیل دنیوی زندگی کو ختم کر دے اور کر ہی کیا سکتا ہے؟

ہمارا دل کیوں آزاد نہیں؟ ہم حق کے کیوں حامی نہیں؟ ہم استقلال فکر کے کیوں طالب نہیں؟ تقلید اشخاص کی زنجیروں کو کیوں ہم اپنے پاؤں کا زیور سمجھتے ہیں؟ ہم طوق غلامی کو تمغائے شرف کیوں جان رہے ہیں؟ اس لئے کہ حسن اعتقاد کو ہم نے معصومیت کی سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا دیا ہے، حالانکہ ایک ہی ہے (یعنی خدا) جس کی ذات ہر نقص سے پاک اور ہر خطا سے مبرا ہے اور ایک ہی جماعت ہے (یعنی انبیا) جو گناہوں سے معصوم بنائی گئی ہے اور پھر اس لئے کہ غیر کی محبت نے ہمارے احساس حق کو مسلوب کر لیا ہے، حالانکہ وہ جو سراپا محبت ہے، اس کی رضا جوئی میں ہر محبت غیر ہم رتبۂ عداوت ہے اور اس لیے کہ ہم دنیا کے ذرہ ذرہ سے خوف کرتے ہیں حالانکہ ایک ہی ہے جس کا آسمان و زمین میں خوف ہے۔ یعنی وہ، جو دنیا کے ذرہ ذرہ پر قابض ہے اور اس لیے کہ انسانوں سے ہم کو طمع خیر ہے، حالانکہ خیر کی کنجیاں صرف ایک ہی کے ہاتھ میں ہیں۔

Marfat.com

ہم کو اکثر عداوت اور ضد بھی حق بینی سے محروم کر دیتی ہے۔ حالانکہ مسلم کا دل حق پرست اپنے نفس سے بھی انتقام لیتا ہے اور حق کے لیے دشمن کا بھی ساتھ دیتا ہے۔

موانع حق گوئی

ہم نے بتایا کہ وہ کیا چیزیں ہیں جو ہماری زبان کو حق گوئی سے ہمارے پاؤں کو حق طلبی سے باز رکھتی ہیں؟ ناجائز حسنِ اعتقاد، محبت باطل، خوف، طمع اور عداوت۔ قرآن مجید نے مختلف مقامات میں نہایت شدت کے ساتھ ان موانع حریت اور عوائق حق کو بیان کیا ہے اور تنبیہ کی ہے کہ کیونکر ہم ان سے محفوظ رہ سکتے ہیں؟

ناجائز حسن اعتقاد

حسن اعتقاد کوئی بری شے نہیں، لیکن انبیا علیہم السلام کے سوا جو سفیرِ اوامر ربانی ہیں، کسی انسان کو اتنا رتبہ دینا کہ اس کا ہر قول و فعل آئین تسلیم اور معیار صحت ہو، درحقیقت شرک فی النبوت ہے۔ اعیان کرام کی عزت انسان کا ایک جوہر ہے، لیکن یہ حق کسی کو نہیں پہنچتا کہ وہ ہمارے قلوب پر اس حیثیت سے حکمرانی کریں کہ وہ انسان کی ایک ایسی نوع ہیں جن کے احکام دائرہ انتقاد سے خارج اور ضعف بشریٰ سے مبرا ہیں اور اگر یہ سچ ہے تو پھر اس احکم الحاکمین کے لیے کیا رہ گیا، جس کا اعلان ہے کہ:

ان الحکم الا للہ (۶:۸)

حکومت صرف خدا ہی کی ہے؟

کیا خدا نے ان نصاریٰ کو جو پوپ اور قسیسین کے احکام کو بلا حجت تسلیم کرتے تھے اور ان کے اقوال و اعمال کو بری عن الخطا اور خارج از نقد سمجھتے تھے، یہ نہیں کہا:

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَ هُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (توبہ: ۳۱)

نصاریٰ نے خدا کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور راہبوں کو خدا بنالیا ہے۔

Marfat.com

اور کیا قرآن نے ان کو دعوت توحید اس طرح نہیں دی؟

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (۳:۶۴)

اے آسمانی کتاب والو! آؤ ایک امر جو ہم میں تم میں اصولاً متفق علیہ ہے، اس پر عمل کریں کہ ہم صرف خدا ہی کو پوجیں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں اور نہ خدا کو چھوڑ کر ہم ایک دوسرے کو خدا بنائیں۔

ایک دوسرے کو خدا بنانا کیا ہے؟ یہ ہے کہ ہم اپنے قوائے فکر کو معطل کر دیں اور حق و باطل کا معیار صرف اشخاص معتقد فیہ کے غیر ربانی و غیر معصوم حکموں کو قرار دیدیں۔ ہماری پچھلی چند صدیوں کا زمانہ ایک بہترین مثال ہے، جب ہم پر رعب ناموں سے مرعوب ہو جاتے تھے اور جب ہم حق و باطل کا معیار افراد کی شخصیت قرار دیتے تھے، تمام امور سے قطع نظر کر کے دیکھو کہ ہمارے علوم و فنون کو اس سے کتنا نقصان پہنچا؟ ہر علم و فن میں ہمارا وجود، وجود معطل رہ گیا۔ زبانیں تھیں لیکن بولتے نہ تھے، دل تھے مگر سمجھتے نہ تھے۔ قید تحریر میں جو چیز آ گئی وہ تنسیخ کے لائق نہ تھی ہر کتابی مخلوق جو کسی خالق ممکن کی طرف منسوب تھی، صداقت و معصومیت کا پیکر تھی۔ ہر سابق العہد وجود انسانی، بعد کے آنے والوں کی عقول و آرا پر حکومت کرتا تھا، الغرض ہر سابق ہستی کا حکم اس قدیم ہستی کے حکم کی طرح تسلیم کیا جاتا تھا، جس کی شان یہ ہے کہ:

لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ لَا مِنْ خَلْفِهٖ (۴۲:۴۱)

باطل نہ اس کے آگے آ سکتا ہے اور نہ اس کے پیچھے آ سکتا ہے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارا ہر علم و فن دست شل ہو کر رہ گیا۔ پہلوں نے جو کچھ لکھا، بعد والے اس پر ایک حرف نہ بڑھا سکے۔ پھر کیا اگر ایک فقیہ تاتارخانیہ کو، ایک طبیب سدیدی و

Marfat.com

قانون کو، ایک نحوی کافیہ و مفصل کو، ایک متکلم مواقف و مقاصد کو، ایسی کتاب فرض کرتا ہے کہ باطل جس کے آگے ہے نہ پیچھے۔ نہ داہنے ہے نہ بائیں، تو کیا یہ شرک فی القرآن نہیں اور ہم نے ان کے مصنفین کو ایسی ہستی نہیں تسلیم کر لیا، جن کو قرآن پاک نے کہا ہے:

اربابا من دون الله (۳:۶۴)

ہماری گذشتہ چہل سالہ عمر جو ہماری قومیت کا دور طفولیت تھی، بدترین زمانہ استبداد اور بدترین مثال حسن اعتقاد تھی۔ ہم ہر تیز زبان کو مصلح اکبر اور تیز رو کو رہبر سمجھتے تھے اور اس کے ہر حکم و فرمان کو اسی خشوع و خضوع کے ساتھ تسلیم کرتے تھے، جس خشوع و خضوع کے ساتھ قرآن مجید نے بتایا ہے کہ یہود و نصاریٰ اپنے احبار اور پوپ کے احکام کی تعمیل کرتے تھے۔ پس اب وقت آ گیا ہے کہ ہم تمام مسلمانوں کو یہ دعوت الٰہی دیں:

تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِکَ بِهٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (۳:۶۴)

اے کتاب والو! آؤ ایک امر جو ہم میں متفق علیہ ہے، اس پر عمل کریں اور وہ یہ ہے کہ غیر خدا کی پرستش نہ کریں اور نہ اس کے حکم میں کسی کو شریک بنائیں اور نہ خدائے حقیقی کو چھوڑ کر ایک دوسرے کو خدا بنائیں۔

محبت باطل

دنیا میں محبت باطل سے بڑھ کر پائے حق کوش کے لیے کوئی سخت زنجیر نہیں کہ:

حبک الشیٔ یعمی ویصم. (حدیث صحیح)

محبت باطل قبول حق سے آنکھوں کو اندھا اور کانوں کو بہرا کر دیتی ہے۔ ہم اپنے نفس کو محبوب رکھتے ہیں اس لیے ہم اپنے نفس کے مقابلہ میں شہادت حق سے عاجز ہیں۔ ہم عزیز و اقارب سے محبت باطل رکھتے ہیں اس لیے ہم ان کے خلاف حق کے لیے گواہی دینے پر آمادہ نہیں ہوتے حالانکہ اس شاہد حقیقی کا فرمان ہے:

Marfat.com

وَ اِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى (۶:۱۵۲)

جب بولو انصاف کی بات بولو اگرچہ تمہارے کسی عزیز کے مخالف ہی کیوں نہ ہو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ (۴: ۱۳۵)

مسلمانو! اپنے نفس کے مقابلہ میں، اپنے ماں باپ کے مقابلہ میں اور اپنے اعزہ و اقارب کے مقابلہ میں بھی انصاف پر مضبوطی سے قائم رہو اور خدا کے گواہ بنے رہو۔

اس لیے سرگروہ احرار اور سرخیل قائلین حق وہ ہے جو اس راہ میں اثر محبت سے مسحور نہیں، جو ان علائق ظاہری سے آزاد ہے، جو اپنے نفس سے بھی حق کے لیے اسی طرح انتقام لیتا ہے جس طرح اپنے دشمن سے۔ جو اپنا سر حق کے سامنے اسی طرح جھکا دیتا ہے، جس طرح وہ غیر کا سر جھکا ہوا دیکھنا چاہتا ہے۔ کتنے انسان ہیں جو جادۂ حق گوئی میں خطرات و شدائد سے نہیں ڈرتے؟ اور کتنے ہیں جو آزادی حق کے لیے اپنی جان فدیہ میں دینے کے لیے تیار ہیں، لیکن اس آیت پاک نے صدق پسندی اور حریت پرستی کی جو راہ قرار دیدی ہے اس پر چلتے ہوئے اکثر پاؤں کانپ گئے ہیں اور اکثر دل بیٹھ گئے ہیں:

فان ذٰلک ھو البلاء المبین.

کیونکہ یہ سب سے بڑی آزمائش ہے اس آزمائش میں جو پورا اترے اور اس امتحان میں کامیاب ہو، وہی میدان حریت کا شہسوار اور معرکہ حق صداقت کا فاتح ہے:

رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ (۳۳: ۲۳)

یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا سے جو عہد کیا تھا اس پر پورے اترے۔

خوف

ہم غیر سے ڈرتے ہیں اور ڈر کر حق کی گواہی سے باز آ جاتے ہیں، حالانکہ ایک ہی ہے جس سے ڈرنا چاہیے، کیا ہمارا یہ اعتقاد نہیں کہ دنیا کی ہر چیز جس سے ہم ڈرتے ہیں خدا کی مخلوق ہے؟ دلوں کی عنان حکومت صرف ایک کے ہاتھ میں ہے:

Marfat.com

و هوا لقاهر فوق عباده .

اور وہ جدھر چاہتا ہے اس کو پھیر دیتا ہے۔

یقلب کیف یشاء .

پھر کیوں ہمارے دل اپنے ہی جیسی بے بس اور بے اختیار مخلوق سے ڈر جاتے ہیں ؟ ہم مصائب سے ڈرتے ہیں لیکن کیا ہمارا یہ اعتقاد نہیں کہ:

مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ. (۶۴:۱۱)

ہر مصیبت خدا ہی کے حکم سے آتی ہے؟

ہم موت سے ڈرتے ہیں پھر کیا ہمارا یہ ایمان نہیں کہ:

اِذَاجَاءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَقْدِمُوْنَ وَلَا یَسْتَاْخِرُوْنَ (۴۹:۱۰)

جب موت آتی ہے تو نہ آگے بڑھ سکتے ہیں نہ پیچھے۔

اور جو راہ صداقت پر ستی میں مر جاتے ہیں۔ وہ مرتے کب ہیں؟ وہ تو فانی زندگی چھوڑ کر دائمی زندگی حاصل کر لیتے ہیں۔ کیا تم اس کو مرنا کہتے ہو؟ نہیں:

لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ. بَلْ هُمْ اَحْیَاءٌ (۱۵۴:۲)

شہدائے راہ خدا کو مردہ نہ کہو، وہ تو زندہ ہیں۔

وہ دنیا میں بھی زندہ ہیں۔ قوم ان کے نام کا ادب کرتی ہے، دنیا زبان احترام سے ان کا نام لیتی ہے، تاریخ ان کے نام کو بقائے دوام بخشتی ہے۔ وہ نہ صرف خود ہی زندہ ہیں بلکہ ان کا مسیحانہ کارنامہ دوسروں کو بھی زندہ کرتا ہے (باذن اللہ) قوم ان کے مرنے سے جیتی ہے، ملک ان کی موت سے زندگی حاصل کرتا ہے کیونکہ:

یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ یُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ (۹۵:۶)

خدا مردہ شے سے زندہ شے اور زندہ شے سے مردہ شے کو پیدا کرتا ہے۔

Marfat.com

وَتَخْشَى النَّاسَ وَ اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَاهُ (۳۳:۳۷)

(پھر) کیا انسانوں سے ڈرتے ہو؟ حالانکہ سب سے زیادہ خدا کو اس کا حق حاصل ہے کہ اس سے تم ڈرو!

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخَافُ ظُلْماً وَّ لَا هَضْماً (۲۰:۱۱۲)

اور جو نیکوکار اور باایمان ہے اس کو کسی ظلم و ناانصافی سے ڈرنا نہ چاہیے۔

طمع

سالک راہ حریت وصداقت کے پاؤں میں اس کے دشمن لوہے کی زنجیریں ڈال دیتے ہیں تاکہ وہ آئندہ کے منازل طے نہ کر سکے، لیکن اکثر ایسا یہ زنجیر لوہے کی جگہ سونے کی بھی ہوتی ہے۔ وہ اس طلسمی زنجیر کو دیکھ کر راہ و رسم منزل صداقت پرستی سے بے خبر ہو جاتا ہے، اس کے لیے دوڑ جاتا ہے اور مسکراتا ہوا خود دشمن کے ہاتھ سے لے کر اپنے پاؤں میں ڈال لیتا ہے۔ یہ طلسمی زنجیر کیا ہے؟ لالچ، زر اور طمع جاہ!

لیکن آہ! کس قدر دنی الوجود اور کم ظرف ہے وہ انسان، جو صرف حب مال اور الفت زر کے لیے خدا کی محبت کو ٹھکرا دیتا ہے اور ایک فانی شے کے لیے حق وصداقت کی باقی اور لازوال دولت کو ہمیشہ کے لیے کھو دیتا ہے! وہ چاندی سونے کے سکوں کو اگر خدا کے لیے اور اس کی سچائی کے لیے کھو دے تو خدا اسے سچائی کے ساتھ واپس دلا سکتا ہے، پر جس خدا کی محبت کو دولت کے لیے کھوتا ہے، وہ تو اسے دولت نہیں دلا سکتی؟ پھر انسانیت کے لیے کیسی دردانگیز موت ہے کہ انسان آسمان کی سب سے بڑی عزت کو زمین کی سب سے حقیر شے کے لیے کھو دے؟

وہ دولت اور دولت کے کرشمے جس سے طمع کی لعنت اور لالچ کی پھٹکار نکلتی ہے، کیا ہے؟ کیا انسان کی عمر کو بڑھا دینے والی اور عیش حیات کو موت کے ڈر سے بے پروا کر دینے

Marfat.com

والی ہے؟ کیا وہ زندگی کی تمام مصیبتوں کا علاج اور انسان کی تمام راحت جوئیوں کا وسیلہ ہے؟ نہیں! ان میں سے کوئی بات بھی اس میں نہیں ہے۔ چاندی اور سونے کے محل سراؤں میں رہنے والے بھی اسی طرح موت کے پنجہ میں گرفتار، مصائب حیات کے ہجوم سے محصور، تکلیف اور دکھ کے حملوں سے زخمی اور تڑپ اور بے چینی کی چیخوں سے المناک دیکھے جاتے ہیں، جیسا کہ ایک فقیر و مفلس فاقہ مست، یا ایک پتوں کے جھونپڑے میں بیماری کے دن کاٹنے والا محتاج و بیکس مسکین!

پھر کیا ہے جس کے لیے حق کی عزت کو برباد اور خدا کی صداقت کو ذلیل کیا جاتا ہے ؟ وہ کونسی ایسی طاقت ہے جو خدا کو چھوڑ کر ہم حاصل کر لیں گے؟ روپیہ نہ تو ہمیں زمین کی رسوائی سے بچا سکتا ہے اور نہ آسمان کی لعنت سے، مگر حب زر سے فرض صداقت کی خیانت ہمیں دونوں جہان میں عذاب دے سکتی ہے۔

کتنے بڑے بڑے تاجدار، پر ہیبت فاتح، عظیم الشان سپہ سالار، نامور محب وطن اور محبوب القلوب و ملت پرست انسان ہیں، جن کے حق پرستانہ عزائم کی استقامت کو اسی لعنت طمع نے ڈگمگا دیا۔ انہوں نے اپنے ملک، اپنی قوم، اپنی فوج اور دراصل اپنے خدا اور اس کی صداقت سے غداری کی اور دشمنوں کے لیے دوستوں کو، غیروں کے لیے اپنوں کو ظالموں کے لیے مظلوموں کو، بے رحم فاتحوں کے لیے بیکس مفتوحوں کو اور شیطان کے تخت کی زیب و زینت کے لیے خدائے رحمان کے دربار اجلال کی عزت و عظمت کو چھوڑ دیا! تاریخ کے صفحات ہمیشہ سے اسی درد کے ماتمی ہیں۔ قوموں اور ملکوں کی داستانیں ہمیشہ ناپاک سرگزشت پر خون کے آنسو بہاتی ہیں اور دولت پرستی کی ملعون نسل آغاز عالم سے ناصیۂ انسانیت کے لیے سب سے بڑا بے عزتی کا داغ رہی ہے۔

فی الحقیقت راہ حق پرستی کی سب سے بڑی آزمائش چاندی کی چمک اور سونے کی سرخی ہی میں ہے اور اگر اس منزل پر خطر سے تم گذر گئے تو پھر تمہاری ہمت بے پروا اور تمہارا

Marfat.com

عزم ہمیشہ کے لیے بے خوف ہے۔ یہی طمع کا خبیث دیو ہے جس کا پنجہ بڑا ہی زبردست اور جس کی پکڑ قلب انسانی کے لیے بڑی ہی مضبوط ہوتی ہے۔ اسی نے فرزندان ملت سے غیروں کے آگے مخبری کرائی ہے۔ یہی پکڑ پکڑ کے ابنائے وطن کو لے گیا ہے اور غیروں کے قدموں پر اخلاق کی ناپاکی اور جذبات کی کثافت کے کیچڑ میں گرادیا ہے، تاکہ اپنے وطن، اپنی سرزمین، اپنے مذہب، اپنی قوم اور اپنے بھائیوں کے خلاف جاسوسی کریں! اسی نے بڑے بڑے مدعیانِ خدمتِ ملک وملت کی برسوں کی کمائی ایک آن کے اندر ضائع کردی ہے اور انہیں چارپایوں کی طرح گرادیا ہے تاکہ برسوں کی سچائی کو ایک لحہ کی طمع پر قربان کر دیں۔ آہ! یہی انسانیت کے لیے وہ روح خبیث ہے جو بڑے بڑے پاک جسموں، بڑی بڑی مقدس صورتوں، بڑے بڑے پُراز علم وعمل دلوں کے اندر حلول کرگئی ہے اور فرشتہ سیرتوں نے شیطانوں کے اور ملکوتی صفات ہستیوں نے خونخوار عفریتوں کے سے کام کیے ہیں!

وہ مقدس عالم جو کتب فقہ کو حیلہ تراشیوں کے لیے الٹتا ہے، وہ مفتی شریعت جو جرائم ومعاصی کو جائز بنادینے کے لیے ابلیسانہ فکروغور کے ساتھ نئی نئی پُرفریب تاویلیں سوچتا ہے، وہ واعظ جو سامعین کے آگے ان تعلیمات کے پیش کرنے سے گریز کرتا ہے جو ان کے اعمال سیئہ کی مخالف ہیں، وہ صاحب قلم جو اپنی حق پرستانہ تختی کو نفاق آمیز نرمی سے اور حریت خواہانہ جہادِ حق کو زمزمہ صلح باطل سے بدل دیتا ہے، آخر کس سحروافسوں سے مسحور اور کس دام سخت کا شکار ہے؟ کونسا جادو ہے جو اس پر چل گیا ہے اور خدا سے روٹھ کر شیطان کے تخت کے آگے سجدہ کرنا چاہتا ہے؟ کونسی قوت ہے جس کے آگے شریعت کے احکام، ضمیر کا فتویٰ اور حق کا الہام بیکار ہوگیا ہے؟

آہ! کوئی نہیں مگر طمع کا افسون باطل اور کچھ نہیں مگر زر پرستی، حب مال، جاہ طلبی کا عمل السحر:

اُولٰٓئِکَ الذین اٰیَلْعَنُھُمُ اللّٰہُ وَ یَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ!

Marfat.com

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ج يَصْلٰهَا مَذْمُوْماً مَّدْحُوْرًا! (۱۷:۱۸)

جو دنیا کے خیر عاجل کا طالب ہو تو ہم جسے چاہتے ہیں اور جتنا چاہتے ہیں اسی دنیا میں دے دیتے ہیں، مگر آخر کار اس کے لیے جہنم ہی ہے جس میں وہ حقیر و ذلیل ہو کر رہے گا۔

عداوت

لیکن یاد رہے کہ جس طرح محبت آنکھوں کو بصارت حق سے اندھا اور شنوائی صداقت سے بہرا کر دیتی ہے، بالکل اسی طرح عداوت بھی آنکھوں کو اندھا اور کانوں کو بہرا بنا دیتی ہے۔ صداقت کی روشنی نظر آتی ہے لیکن وہ نہیں دیکھتا، حق کی آوازیں بلند ہوتی ہیں لیکن وہ نہیں سنتا، کیونکہ عداوت نہیں چاہتی کہ انسان غیر کی صداقت و حقیقت کا اعتراف کرے۔ سفر حریت کی ایک پر خطر اور دشوار رگذار منزل یہ بھی ہے جس کو صرف وہی قطع کر سکتا ہے جو اس میدان کا مرد اور اس معرکہ کا بہادر ہے۔ اگر انسان کے لیے یہ دشوار ہے کہ اپنی غلطی اور انحراف عن الحق کا اعتراف کرے، تو یہ دشوار تر ہے کہ اپنے دشمن کی سچی رائے اور سچے عمل کا اپنے دست و زبان سے اقرار کرے۔

لیکن مسلم و مومن زندگی کے فرائض حریت کی ایک دفعہ یہ بھی ہے کہ اگر انصاف و عدل اور حق و صداقت اس کے سب سے بڑے دشمن کے پاس بھی ہو، جب بھی اس روح ایمان کے لیے جو اس کے ساتھ ہے، اپنا سر نیاز اس کے آگے جھکا دے کہ:

درمع الحق کیف مادار.

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ز وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ط اِعْدِلُوْا ق هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ز (وَاتَّقُوا اللّٰه) (بریکٹ والی آیت اصل میں نہیں ہے) ط اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ م بِمَا تَعْمَلُوْنَ (۵: ۸)

Marfat.com

مسلمانو! خدا کے لیے آمادہ اور حق کے لیے گواہ رہو! دیکھو کسی قوم کی عداوت و دشمنی تم کو حق و عدل سے کہیں باز نہ رکھے۔ حق و عدل سے کام لو کہ وہ تقویٰ سے قریب تر ہے اور خدا تمہارے اعمال سے خوب واقف ہے

کیا اس کے بعد بھی کسی مسلمان کو عداوت و کینہ پروری اعترافِ حق سے باز رکھ سکتی ہے؟ اگر رکھ سکتی ہے تو وہ خصائص و امتیازات اسلام سے محروم ہے۔

خلاصہ مطالب

ان تمام مباحث کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر حقیقی مسلم کا وجود دنیا میں حق کی شہادت اور حریت کا نمونہ ہے۔ نہ تو ناجائز حسن اعتقاد اس کی عقل صداقت شعار کو سلب کر سکتا ہے نہ محبت اس کو حق گوئی سے اندھا اور بہرا بنا سکتی ہے نہ خوف جان و مال اس کو حق سے باز رکھ سکتا ہے اور نہ حرص و طمع اور حب زر و جاہ کے سحر سے مسحور ہو کر منکر صداقت ہو سکتا ہے نہ ہی کسی کی عداوت و دشمنی سلوک راہ حق میں اس کے لیے زنجیر پا ہو سکتی ہے۔ وہ حق کا شیدا ہے اور حق کا طالب، وہ حریت کا دلدادہ اور حریت کا جویا ہے، وہ ہر جگہ، جہاں اس کو پا سکتا ہے اس کے لیے جاتا ہے اور جس طرح وہ مطلوب حقیقی اس کو مل سکتا ہے اس کے لیے کوشاں ہوتا ہے ایک مسلم کی شان یہ ہے کہ اس کو ہمیشہ باطل سے نفرت اور حق کی جستجو رہتی ہے۔ دنیا میں اس کی متاع مطلوب اور معشوق اصلی سچائی اور حق کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔

اگر آج ہم حقیقی طور سے مسلم ہوں، حق کے طالب ہوں، حریت کے دلدادہ ہوں۔ حق کے لیے اور ادائے شہادت کے لیے جو ہر مسلم کے وجود کا مقصد ہے، نہ تو ہم دوستوں کی محبت کی پروا کریں اور نہ جبابرۂ حکومت کے جبروت و جلال سے مرعوب ہوں۔ نفاق کا ہم میں وجود نہ ہو۔ طمع و خوف ہماری استقامت کو متزلزل نہ کر سکے تو حسب وعدہ الٰہی اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہمارے تمام اعمال صالح اور ہمارے تمام گناہ مغفور ہوں گے:

Marfat.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ (۳۳:۷۰.۷۱)

مسلمانو! خدا سے ڈرو اور سچی بات کہو، تا کہ خدا تمہارے اعمال کو صالح کر دے اور تمہارے گناہ بخش دے۔

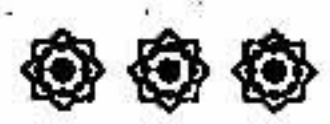

Marfat.com

احادیث وآثار

قال النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) من رای منکم منکرا فلینکر بیدہ ومن لم یستطع فبلسانہ و من لم یستطع فبقلبہ و ذلک اضعف الایمان (الترمذی و المسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو مسلمان کسی برائی کو دیکھے، چاہیے کہ اپنے ہاتھ کے زور سے اسے مٹادے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو زبان سے بُرا کہے۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو دل سے برا سمجھے اور یہ ضعیف ترین درجہ ایمان ہے۔

گذشتہ مضمون میں تصریحات قرآنیہ کی بنا پر ہم نے ایک اجمالی نظر حریت وفرائض حریت پر ڈالی تھی۔ آج احادیث وآثار کی بعض اہم تصریحات پیش کرنا چاہتے ہیں۔

سوسائٹی اور امر بالمعروف

ایک حق گو اور راستباز انسان، ہیئت اجتماعی اور مجتمع انسانی (یعنی سوسائٹی) کا محافظ اور نگران کار ہے، اگر ملک وحکومت کو حفظ امن اور تہدید اشرار کے لیے پولیس کی ضرورت ہے، تو یقیناً مجتمع انسانی اور ہیئت اجتماعی کے بدکار اور شریر ہستیوں کی تہدید وتخویف کے لیے حق گو اور راستباز انسانوں کی بھی سخت ضرورت ہے۔ وہ راستباز انسان جن کی آواز حق گو دلوں کو تھرا دے، جن کی راستبازی شریروں کو مرعوب کر دے، جن کی صداق شعاری مبتلایانِ اعمال سیئہ کے لیے ایک صدائے تنبیہ ہو، جو عملاً اس عقیدے کی تصویر ہوں کہ ہر تنہائی اور تاریکی میں ایک ایسا حاضران کے پاس موجود ہے جو کبھی غائب نہیں ہوتا اور ہر پردے اور دیوار کی اوٹ میں ایک ایسا ناظر انہیں دیکھ رہا ہے جس کی نظر سے کبھی اوجھل نہیں ہو سکتے:

Marfat.com

ان ربک لبا لمرصاد !

افسوس ہے اس ہیئت اجتماعی پر اور ہزار حیف ہے اس مجتمع انسانی پر، جس میں کسی حق گو اور راستباز روح کا وجود نہ ہو، جس کی آواز سوسائٹی کے لیے باعث حفظ امن اور موجب قلع وقمع مفاسد وضلالت نہ ہو۔ اس کی ہلاکت نزدیک آئی اور اس کی بربادی کے دن قریب آ گئے:

عن ابی بکر رضی اللہ عنہ : انی سمعت رسول اللّٰہ یقول ان الناس اذا رأوا الظالم فلم یاخذ وا علی یدیہ اوشک ان یعمھم اللہ بعقاب منہ (رواہ الترمذی)

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا ہے کہ لوگ جب ظالم و بدکار کو دیکھیں اور اس کا ہاتھ نہ پکڑیں، تو عنقریب خدا اپنا عذاب ان سب پر نازل کرے گا۔

راست بازی کی ہیبت اور خدا کا ڈر

قوموں کی حیات و ممات سوسائٹی کی زندگی اور بربادی پر موقوف ہے اور سوسائٹیوں کی زندگی و بربادی افراد کے صلاح وفساد اور معاشرت واخلاق پر مبنی ہے۔ اخلاق وآداب معاشرت کی نگران ومحافظ صرف دو ہی چیزیں ہیں:

خشیت الٰہی اور خوف انسانی۔ مبارک ہیں وہ جن کے قلوب خشیت الٰہی کے نشیمن ہیں اور ہر حال میں ان آنکھوں کو دیکھتے ہیں جو تاریکی وروشنی دونوں حالتوں میں یکساں دیکھنے والی ہیں اور جو خلوت وجمعیت، دونوں میں یکساں نظر رکھتی ہیں!

لیکن وہ جو خشیت الٰہی سے محروم ہیں، ان کا نگران اعمال کون ہوگا؟ اگر ان میں کوئی راستباز نہیں، اگر ان میں وہ نہیں جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی خدمت انجام دیتا ہے، تو پھر ان شریر روحوں کو ہدایت پر مجبور کرنے والی قوت اور کون ہو سکتی ہے؟ پس ضرور ہے کہ

Marfat.com

ہر جماعت میں نوع انسانی کے ایسے سچے خدمت گذار موجود ہوں جو ہر باطل وضلالت کو ہاتھ سے مٹا دینے پر آمادہ ہوں۔ یہ نہ ہوں تو وہ ہوں جوان کو زبان سے برا کہہ کر ہدایت کرتے ہوں۔ اگر ایسے بھی نہ ہوں تو پھر غضب الٰہی کی روک، انسانیت کے بقا اور فطرت کے غصہ سے بچنے کے لیے کم از کم ایسے تو ہوں جو طاقت اور اختیار نہ پا کر دل ہی دل میں برائی کو برا سمجھیں اور اس طرح بروں میں رہیں، پر نیکی کے لیے بروں سے اپنے تئیں الگ کرلیں؟ یہی معنی ہیں مسلم اور ترمذی کی اس مشہور حدیث مقدس کے کہ:

من رای منکم منکر افلینکرہ بیدہ و من لم یستطع فبلسانه و من لم یستطع فبقلبه و ذلک اضعف الایمان (رواہ الترمذی)

جو مسلمان کسی برائی کو دیکھے وہ اسے اپنے ہاتھ کے زور سے مٹا دے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو زبان سے برا کہے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو دل سے برا سمجھے۔ مگر یہ پست ترین درجہ ایمان ہوگا۔

فرد کی محبت اور قوم سے عداوت

جو لوگ حق گوئی سے نفرت کرتے ہیں کیونکہ اس سے بدکار انسانوں کے دل دکھتے ہیں اور خائنین ملت کو برا کہنا برا جانتے ہیں کہ اس سے بعض گنہگاران ملت کے دلوں میں ٹیس اٹھتی ہے۔ کیا انہیں یہ نہیں معلوم کہ چند بدکاروں اور گنہگاروں کے ساتھ محبت کرنا پوری قوم وملک کے ساتھ عداوت کرنا ہے؟ کیا تم چپ رہ کر مالک مکان کے ساتھ دشمنی نہیں کر رہے ہو، جبکہ تم دیکھ رہے ہو کہ چور قفل توڑ چکا ہے اور اندر داخل ہونا چاہتا ہے؟ تم اس چور پر رحم کرتے ہو اور مالک مکان کو نہیں جگاتے مگر اس طرح صرف ایک مالک مکان کے ساتھ ہی عداوت نہیں کرتے ہو، بلکہ اس شہر کے تمام انسانوں کے ساتھ عداوت کر رہے ہو! چور کی ہمت کو تم نے بڑھاوا دیا۔ خوف انسانی جو پہلے ڈرا دیتی تھی اب نہیں ڈرائے گی!

Marfat.com

کشتی کی تمثیل

کشتی جب ایک معصوم اور نیک کردار انسانوں کی جماعت کو لیے ہوئے ساحل کی طرف آہستہ آہستہ آ رہی ہے تو تم ایک خائن و گنہگار انسان کو دیکھتے ہو کہ اپنی ناجائز عداوت کی بنا پر کشتی کے ایک تختے میں سوراخ کر رہا ہے۔ لیکن تم ترس کھاتے ہو اور اس کا ہاتھ نہیں پکڑتے۔ کیا اس کا نتیجہ یہ نہیں کہ ایک گنہگار انسان کے ساتھ محبت کر کے تم سیکڑوں قابل رحم اور نیک انسانوں کے ساتھ عداوت کر رہے ہو؟ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ کشتی ڈوب جائے گی پر تم محفوظ رہو گے؟ دیکھو، تمہارا رہنمائے سفینہ نجات اپنی مبارک تمثیل میں کیا بتاتا ہے؟

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثل القائم علی حدود اللہ والمدا ھن فیھا کمثل قوم استھموا علی سفینۃ فی البحر فا صاب بعضھم اعلاھا واصاب بعضھم اسفلھا ، فکان الذین فی البحر اسفلھا یصعدون فیستقون الماء فیصبون علے الذین اعلاھا . فقال الذین فی اعلاھا لا ندعکم فتصعدون فتوذو ننا فقال الذین فی اسفلھا فانا ننقبھافی سفلھا، فان اخذوا علیٰ ایدیھم فمنعوھم، نجوا جمیعاً، وان ترکوھم غرقوا جمیعاً (رواہ البخاری و الترمذی و احمد)

ان لوگوں کی تمثیل جو حدود خداوندی میں مداہنت کرتے ہیں اور بے جا رعایت، ایسی ہے جیسے ایک جماعت جس نے ایک کشتی میں حصہ لگایا بعضوں کے حصے میں اوپر کا طبقہ آیا اور بعضوں کے حصے میں نیچے کا طبقہ۔ نیچے والے پانی وغیرہ کی ضرورت سے اوپر کے طبقہ میں جاتے تھے اور ان پر چھینیں ڈالتے تھے۔ اس پر اوپر والوں نے کہا کہ اب ہم تم کو اوپر نہ آنے دیں گے۔ تم ہم کو تکلیف پہنچاتے ہو۔ نیچے والوں نے کہا

Marfat.com

اگر تم اوپر نہ آنے دو گے تو نیچے کے تختے میں ہم سوراخ کر دیتے ہیں۔اب اگر لوگوں نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور ان کو اس سے باز رکھا تو سب محفوظ رہیں گے اور اگر چھوڑ دیا تو سب ہی ڈوب جائیں گے۔

امم گذشتہ اور عذاب الٰہی

تم سے پہلے بھی دنیا میں قومیں پیدا ہوئیں اور اپنے اعمال سیئہ کی پاداش میں آخر کار تباہ و برباد ہو گئیں۔ان کے حالات و واقعات ہمارے لئے تازیانہ تنبیہ و عبرت ہیں، لیکن کیا تم نے کبھی جاننے کی کوشش کی کہ ان کی بربادی اور ہلاکت کا سبب کیا تھا؟

ایک قوم کے چند افراد پہلے عصیان الٰہی، خیانت ملی اور منافقت قومی کے مرتکب ہوتے ہیں، قوم کے اہل دانش و فہم اور ارباب ایمان و اخلاص اگر اسی وقت متنبہ ہو جائیں اور فرض الٰہی جو ان کے ذمہ عائد ہے اس کے ادا کرنے کی کوشش کریں، تو یقیناً یہ سیلِ بلا چند لمحوں میں تھم جائے گا اور سفینہ نجاتِ قومی، غرق ہونے سے محفوظ رہے گا، لیکن اگر سوء اعمالی نے بدبختی اور سیہ کاری نے سیہ نصیبی کی صورت اختیار کر لی ہے، تو ادائے فرض کی جگہ مسامحت و مساہلت لے لے گی، جو گنہگاروں کو بے باک اور بدکاروں کو دلیر بنا دے گی اور اس طرح اس تاریکی کا باریک پردہ جس نے پہلے صرف چند قلوب ہی کو فرض شناسی، اطاعت ربانی اور ایثار ملی سے محروم کیا تھا، اب اور زیادہ غلیظ و کثیف ہو جائے گا۔تا آنکہ آنکھیں دیکھنے سے، ہاتھ ٹٹولنے سے، پاؤں چلنے سے مجبور ہو جائیں گے اور پھر اسی پردہ ظلمت میں صاعقہ عذاب چمک چمک کر اور کڑک کڑک کر ہلاکت کی خبر دے گا اور تمام قوم پر گر کے موت اور بربادی پھیلا دے گا۔بنی اسرائیل کی ہلاکت و بربادی کا افسانہ تم نے سنا ہے؟

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اول مادخل النقص على بنى اسرائيل ، كان الرجل يلقى الرجل ، فيقول يا هذا اتق الله

Marfat.com

و دع ما تضع فانه لا یحل لک ثم یلقاه من الغد ولا یمنعه ذلک ان یکون اکیله و شریبه و قعیده ، فلما فعلوا ذلک ضرب الله قلوب بعضهم علی بعضٍ ثم قال:. لعن الذین کفر و امن بنی اسرائیل علیٰ لسان داؤد و عیسیٰ بن مریم "الی قوله فاسقون "ثم قال و الله لتامرن بالمعروف و تنهون عن المنکر ، ولتاخذن علی یدی الظالم ولتاطرنه علی الحق اطراً و تقصر نه علیٰ الحق قصراً (رواه ابو داؤد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے پہلے بنی اسرائیل میں جو نقص پیدا ہوا وہ یہ تھا کہ ایک شخص دوسرے شخص سے ملتا جو مبتلائے گناہ تھا اور کہتا کہ اے شخص خدا سے ڈر اور اس کام سے باز آجا کہ تجھے جائز نہیں۔ پھر جب اس گنہگار سے ملاقات ہوتی تو اسے گناہ سے روکنا ترک کر دیتا کیونکہ وہ اس کا ہم نوالہ و ہم پیالہ ہو جاتا۔ جب بنی اسرائیل ایسا کرنے لگے تو خدا نے (اثر صحبت سے) ان کے دل یکساں کر دیئے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی یہ آیت پڑھی "داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے وہ ملعون کیے گئے جنہوں نے بنی اسرائیل میں سے کفر کیا" پھر فرمایا۔ خدا کی قسم تم اے مسلمانو! امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض ادا کرو اور ظالموں کا ہاتھ پکڑو اور ان کو حق و انصاف پر چلنے کے لیے مجبور کرو!

پھر کوئی ہے جو اس صدائے حق کو جو قلب نبوت سے اٹھی اور اس زبان سے نکلی جو: "ماینطق عن الهویٰ". کی شہادت ربانی سے مقدس اور "ان هو الا وحی یوحی" کی توثیق سے پاک کی گئی تھی، سُنے اور اس اطاعت معصیت اور وفاداری ظلم وعدوان کے پردۂ فریب کو چاک کر دے، جس نے آج کروڑوں پیروان اسلام کی نظروں سے خدا اور اسکی عدالت کی صورت چھپا دی ہے؟

Marfat.com

کیا تم نہیں سنتے کہ اسلام کا داعی مقدس تم سے کیا کہہ رہا ہے اور تم کو قائم کرنے والا تم سے کیا چاہتا ہے؟ کیا صاف صاف وہ نہیں کہتا کہ ظالموں کا ہاتھ پکڑو اور انہیں حق اور عدالت پر چلنے کے لئے مجبور کرو؟ پھر کیا تم نے کبھی ان کا وہ ہاتھ پکڑا جو خدا کے بندوں پر ظلم وجبر کے لئے اٹھتا ہے؟ اور کیا کبھی اپنے جہاد صداقت وحریت سے ان کا مقابلہ کیا کہ وہ حق کی پامالی سے باز آجائیں اور خدا کی پاک عدالت کے لئے مجبور ہوں؟ اگر تم مومن ومسلم ہو، تو تم کو وہ ہونا چاہئے جنہیں اس حکم الٰہی کے تخاطب سے پاک بنایا گیا۔ نہ کہ وہ جو معصیت کی اطاعت اور ظلم وعدوان کی وفاداری کی لعنت سے ناپاک کئے گئے؟ تم حق کے لئے بنائے گئے ہو۔ پس حق ہی کے ہو کر رہو! تم کو ظلم وضلالت پر چیخنے، چلانے، ہاتھ کو حرکت دینے اور زبان کو وقف جہاد لسانی کر دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ پس خدا کی مغضوب ومردود قوموں کی طرح شیطانی وسوسوں کے ماتحت نہ آؤ اور اپنے کاموں کو انجام دو!

سچا مسلم وہی ہے جو اس حکم پر عامل ہو اور وہ ظلم پرست روح کبھی مومن نہیں ہو سکتی جو:

فاطر السموات والارضک کے حکم اور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو بھلا دے۔ تم سے پہلے جتنے برباد ہوئے ان کی بربادی صرف اسی کا نتیجہ تھی کہ انہوں نے اس حکم الٰہی کو بھلا دیا اور ظالم کے دوست اور غاصب وجابر قوتوں کے غلام بن گئے۔ بنی اسرائیل کی رحمت لعنت سے بدل گئی اور سلیمان علیہ السلام کا تخت اور داؤد علیہ السلام کا ہیکل خوں خوار ظالموں سے بھر گیا۔ یہ سب کیوں ہوا؟ صرف اس لئے کہ انھوں نے ٹھیک ٹھیک اسی طرح خدا اور اس کے مقدس رسولوں کا حکم حق پرستی وحق پژوہی بھلا دیا جس طرح کہ اے روئے زمین کے سب سے بہتر انسانوں تم بھلا رہے ہو!!

اور اے علمائے امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم! واے روسائے ملت اسلامیہ!! اٹھو کہ وقت آ گیا، ہاتھ بڑھاؤ کہ صداقت طالبِ اعانت اور اسلام اپنے فرض کے لئے پکار رہا ہے

Marfat.com

!سنو، صدائے حق کیا کہتی ہے؟ کیا علماء ورؤسائے بنی اسرائیل کی طرح تمھارا بھی ارادہ اس عہد شور وشر میں خاموشی وسکوت کا ہے تا کہ تمام قوم کی ہلاکت وبربادی کا سامان ہو؟ کیا تم سب سے پہلے اس بات کے لئے جوابدہ نہیں ہو جس کے لئے تمام امت جوابدہ ہے؟ کیا تمھیں معلوم نہیں کہ بنی اسرائیل کا پہلا گناہ اس کے عالموں اور پیشواؤں ہی سے نکلا تھا؟ آہ !سنو کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر کیف کیا کہہ رہی ہے؟

والذی نفس محمد بیده لتا مرن بالمعروف و تنهون عن المنکر او لیوشکن الله ان یبعث علیکم عقابا من عنده ثم لتدعونه فلا یستجاب لکم (رواه احمد و الترمذی)

اس ذات اقدس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے، تم فرض امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ادا کرو، ورنہ خدا تم پر اپنا عام عذاب بھیجے گا پھر تم پکارو گے، لیکن قبول نہ کیا جائے گا۔

امر بالمعروف اور رشتہ الٰہی

کیا تم اظہار حق، اعانت حریت اور اعلان صداقت میں ان سے ڈرتے ہو جو اس دنیا میں بڑے ہیں؟ آہ! نہ ڈرو کہ وہ آخرت میں چھوٹے ہوں گے۔ کیا تم اس لیے ڈرتے ہو کہ تم چھوٹے ہو؟ مگر یقین کرو کہ مستقبل میں تم ہی بڑے ہو گے۔ پھر کیا تم اس لیے حق سے باز رہتے ہو کہ انسانوں سے ڈرتے ہو، لیکن کیا تم انسانوں کے مالک سے نہیں ڈرتے جس کا مقدس پیغامبر فرماتا ہے؟

لا یحقرن احد کم نفسه ان یری امر الله تعالیٰ علیه فیه مقال فلایقول فیه فتلقی الله وقد اضاع ذلک فیقول الله ما منعک ان تقول فیه؟ فیقول یارب خشیة الناس فیقول فا یای کنت احق ان تخشے (رواه احمد و ابن ماجه)

Marfat.com

تم میں سے کوئی اپنے آپ کو اس امر میں حقیر نہ سمجھے کہ وہ کسی بات کو دیکھے جس کے متعلق اس کا فرض ہو کہ امر حق کو ظاہر کرے مگر اپنی کمزوری کے خیال سے چپ رہے۔ قیامت میں خدا کے روبرو جب حاضر ہوگا اور وہ اس موقع کو بھول چکا ہوگا تو خدا اس سے پوچھے گا کہ تو نے کیوں راستی اور صداقت کی بات نہ کہی، وہ کہے گا: ''پروردگار! لوگوں کے خوف سے'' خدا فرمائے گا ''کیا خدا تیرے سامنے نہ تھا جس سے تو ڈرتا''؟

اس وقت کون ہوگا جو اس عرش جلال وقدوسیت کے آگے جھوٹ بول سکے گا؟ اے وائے اس اعتراف پر، جب خجالت وشرمندگی کے ساتھ ہم اقرار کریں گے کہ ہاں اے قادر علی الاطلاق! ہاں اے دانائے اسرار قلوب!! ہم انسانوں سے ڈرے پر تجھ سے نہ ڈرے ، ہم نے مخلوق کے سامنے سر جھکایا پر تجھ سے سربلندی کی، ہم نے حق کو چھوڑ کر باطل کو سجدہ کیا۔ ہم غیروں سے آشنا ہو کر تجھ سے بیگانہ ہو گئے۔

اس وقت کہا جائے گا کہ کیا تم نے میرے منادصادق اور داعی حق صلی اللہ علیہ وسلم کی اس آواز کو نہیں سنا تھا جبکہ کہا گیا تھا کہ:

ایها الناس! ان الله تعالیٰ یقول: امروا بالمعروف و نهوا عن المنکر قبل ان تدعونی فلا اجیبکم ، و تسالونی فلا اعطیکم ، و تستغفرونی فلا اغفرلکم (رواه الدیلمی)

لوگو! خدا فرماتا ہے: اچھی باتوں کا حکم کرو اور بری باتوں سے منع کرو! قبل اس کے کہ تم پکارو اور میں نہ بولوں، تم مانگو اور میں نہ دوں، تم مغفرت چاہو اور میں مغفرت نہ کروں، (یعنی اگر تم نے امر بالمعروف کا فرض ادا نہ کیا تو میں اپنا رشتہ تم سے کاٹ لوں گا)

اس لیے ہر مسلم کا فرض ہے کہ وہ حق کا طالب، باطل کا دشمن، عدل وحریت کا عاشق اور جور وظلم سے متنفر ہو۔ اس کا فرض ہے کہ طلب صداقت میں اپنے عزیز ترین سامان حیات کو بھی نثار کرنے کے لیے تیار رہے۔ حق پژوہی اور عدل دوستی اس کا جوہر ایمان اور

Marfat.com

اس کے لیے روح اخلاص ہو۔ وہ راہ حق میں موت سے نہ ڈرے کہ یہی اس کی زندگی ہے اور سچائی کے عشق میں وہ سب کچھ لٹا دے جو آدم کی اولاد اس زمین پر لٹا سکتی ہے۔ یہی تعلیم ہے جو ہمارے معلم ربانی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دی ہے:

تحروا الصدق و ان رأيتم فيه الهلكة فان فيه النجاة

(رواه ابن ابی الدنیا مرسلاً)

راستی وصدق کو تلاش کرو، گو اس میں تمھارے لیے ہلاکت ہی کیوں نہ ہو کہ اسی ہلاکت میں تمھارے لیے نجات ہے۔

کون ہے جو اس ہلاکت کا طالب نہیں جو موجب نجات ہے؟ کون ہے جو اس زہر آلود پیالہ سے نفرت کرتا ہے جو اس کی زندگی کے لئے آب حیات ہے؟ شہید راہ حق پرستی نہ صرف تنہا زندہ ہے بلکہ وہ تمام قوم کو بھی زندہ کر دیتا ہے۔ اس کے مردہ قالبوں میں روح حرکت کرنے لگتی ہے اور اس کی بند رگوں میں خون حیات اپنی آمد و رفت شروع کر دیتا ہے۔ پھر کیوں لوگ اس موت سے ڈرتے ہیں؟ کیا وہ قوم کی زندگی کے آرزومند نہیں؟ کیا وہ حیات جاوید کے طالب نہیں؟

وہ خدا کی راہ میں ان انسانی بتوں سے ڈرتے ہیں، جو سونے چاندی کی کرسیوں پر خدا بن کر بیٹھے ہیں، جو اپنی فوج کی چند صفوں سے قہر الٰہی کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں، جو معصوم جانوں کو ظلم و قہر کی دیوی پر قربانی چڑھاتے ہیں، جو کمزوروں کو ستاتے ہیں کیونکہ ان کے نالہ وَ فریاد کی لے انہیں پسند ہے، جو بے گناہوں کو قتل کرتے ہیں کیونکہ ان کے دہن تشنہ کے لئے خون کے چند قطروں کی ضرورت ہے، جو مصیبت زدوں کی فریاد ناپسند کرتے ہیں تا کہ ان کی محفل عیش وامن منغض نہ ہو۔ جو مظلوموں پر ظلم کرتے ہیں تا کہ ان کی مجلس عدالت دادرسی کے لئے زحمت کش نہ ہو۔

Marfat.com

مقدس پیشین گوئی

لیکن ہر مسلمان کو آج یقین کر لینا چاہیے کہ اس کے پیغمبر مقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے پاس اس موقعہ کے لئے ایک پیغام بھیج دیا ہے اور ٹھیک اسی وقت کے لئے اس کی زبان وحی پیشین گوئی کر چکی ہے:

انہ سیکون علیکم ائمة تعرفون و تنکرون ، فمن انکر فهو بری و من کره فقد سلم، ولکن من رضی و تابع هلک

(رواه احمد و الترمذی)

عنقریب تم میں بعض افسر ہوں گے جن کی بعض باتیں اچھی ہوں گی اور بعض بری، جس نے ان کو نہ مانا وہ بری ہوا اور جس نے ناپسند کیا وہ محفوظ رہا لیکن جس نے رضا مندی ظاہر کی اور متابعت کی وہ ہلاک ہوا۔

سیکون امراء فتعرفون و تنکرون، فمن کره بری و من انکر سلم . ولکن من رضی و تابع هلک. (رواه مسلم و ابو داؤد)

عنقریب تم میں بعض ایسے حکام ہوں گے، جن کی بعض باتیں اچھی اور بعض بری ہوں گی، جو ان باتوں کو مکروہ سمجھے گا وہ بری ہوگا اور جو ان کو نہ مانے گا وہ محفوظ رہے گا۔ لیکن جو ان باتوں کو پسند کرے گا اور ان کی متابعت کرے گا وہ ہلاک ہوگا۔

الیٰ جہاد فی سبیل اللہ

پس کیا جور و ظلم کی رضا اور باطل و منکر کی اطاعت کا ارادہ ہے؟ نہیں تم مسلم ہو اور مسلم دنیا میں صرف اس لئے آیا ہے تا کہ عالم کو ہر طرح کے ظلم و فساد اور عدوان و طغیان سے نجات دلائے، پس جس طرح کفار و مشرکین نے اپنے اعمال سیئہ اور مقاصد شنیعہ سے دنیا کو جور و ظلم سے بھر دیا ہے، اسی طرح تم بھی اسے عدل و صداقت سے بھر دو۔ ہاں اے فرزندان ابراہیم! اٹھو اور ان ہیکلوں کو جن میں سنگ مرمر کے انسانی بت بستے ہیں توڑ ڈالو

Marfat.com

اور اس صنم آباد کے ''صنم کبیر'' کو جس کو تمھارے باپ ابراہیم نے اس لئے چھوڑ دیا کہ وہ اپنے بندوں کو معبودان صغار کی تباہی کا افسانہ سنا سکے، سب سے پہلے توڑوتا کہ وہ ان کی تباہی کا فسانہ بھی نہ سنا سکے۔ قوت وضعف کا سوال نہ کرو کہ تم نہ تو پشہ سے کمزور تر ہو اور نہ وہ نمرود سے قوی تر:

تقربوا الی اللہ ببغض اهل المعاصی، و لقوهم بوجوه مکفرة، والتمسوا رضاء الله بسخطهم ، و تقربوا الی الله تمهیں حاصل بالتباعد منهم (رواه ابن شاهین)

ظالموں سے عداوت رکھو تا کہ خدا کی محبت تمہیں نصیب ہو، ان کے ساتھ تلخ روئی سے پیش آؤ تا کہ خدا کی رضا تمہیں حاصل ہو، ان سے دور رہو تا کہ خدا سے نزدیکی اور اس کی درگاہ میں تقرب پاؤ۔!!

میں بغض ونفرت اہل جور وظلم کے مناظر میدانوں میں دیکھنا نہیں چاہتا بلکہ دلوں کے گوشوں میں، آبادیوں میں دیکھنے کا طالب نہیں ہوں بلکہ قلوب کے خلوت کدوں میں:

وذلک اضعف الایمان .

اقسام جہاد

میں تم سے فتنہ کا طالب نہیں کیونکہ فتنہ خدائے اسلام کو محبوب نہیں ہے۔ میں تم سے صرف قول حق کی درخواست کرتا ہوں کہ یہی اعلیٰ ترین میدان شجاعت ہے۔ میں تم سے صرف کلمہ حق کا طالب ہوں کہ وہی افضل ترین جہاد ہے:

قال النبی صلی الله علیه وسلم : احب الجهاد الی الله کلمة حق یقال لامام جائر (رواه احمد و الطبرانی).

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: خدا کے نزدیک سب سے محبوب جہاد وہ

Marfat.com

"کلمہ حق" ہے جو کسی ظالم حاکم کے سامنے کہا جائے۔

افضل الجهاد كلمة حق عند سلطان جائر (رواه احمد و ابن ماجه و الطبرانی والبیهقی)

بہترین جہاد وہ "کلمہ حق" ہے جو کسی ظالم سلطان کے روبرو کہا جائے۔

ان من اعظم الجهاد كلمة عدل عند سلطان جائر

(رواه الترمذی)

جہاد اکبر، کسی ظالم حکمران کے آگے انصاف وعدل کی بات کہنا ہے!

یہ کیسی عالمگیر غلطی ہے کہ اسلام کے جہاد کو صرف جنگ وقتال ہی میں محدود سمجھا جاتا ہے؟ افسوس کہ غیروں کے ساتھ تم بھی اسی غلطی میں مبتلا ہو، حالانکہ صحیح ترمذی اور سنن ابن ماجہ کی یہ تین حدیثیں جو اوپر گذر چکی ہیں، اس خیال کو یکسر باطل ثابت کرتی ہیں۔ وہ صاف صاف شہادت دیتی ہیں کہ جہاد مقدس صرف اس سعی اور جہد صالح کا نام ہے جو ایثار وجاں نثاری کے ساتھ راہ حق وصداقت میں ظاہر ہو اور اس کا سب سے بڑا میدان امر بالمعروف اور دعوت حق وعدل ہے۔ فرمایا کہ:

افضل الجهاد كلمة حق عند سلطان جائر.

سب سے افضل جہاد یہ ہے کہ ایک ظالم وانصاف دشمن بادشاہ اور حکومت کے سامنے حق اور عدل کا بے خوف اظہار کیا جائے۔

اس سے ثابت ہو گیا کہ سچا مجاہد وہی راست باز انسان ہے جو انسانی قوتوں کی ہیبت اور سطوت کے مقابلے میں کھڑا ہو جائے اور خدا کی عدالت اور صداقت کی محبت اس پر اس درجہ چھا جائے کہ وہ اس کے بندوں کی ہیبت کی کچھ پروانہ کرے!

یہی جذبۂ صداقت وحق پرستی ہے جس کو آج دنیا کی قومیں مختلف ناموں سے پکارتی ہیں مگر اسلام نے اس کا نام جہاد رکھا اور ایک مومن ومسلم زندگی کا اسے اصلی شعار بتلایا۔

Marfat.com

افسوس کہ خود مسلمانوں ہی نے اس شعار کی توہین کی اور خود اپنوں ہی نے غیروں کی خاطر خدا اور رسول کے اس پاک حکم کو مٹانا چاہا۔ لیکن وقت آ گیا ہے کہ آج پھر اسلام اپنے ہر فرزند سے اس حکم کی تعمیل کا مطالبہ کرے اور الحمدللہ کہ الہلال کو آغاز اشاعت سے اس اصل اساس ملّت اور اوّلین حکم اسلامی کے اعلان وذکر کی توفیق دی گئی اور اس کی دعوت کی تمام شاخوں کی بنیاد و اساس صرف یہی حکم جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

کیا ہمارے لیڈر اس جہاد کے لئے تیار ہیں؟ کیا کونسلوں کے مسلمان ممبر اس شجاعت کا نمونہ دکھانے کو آمادہ ہیں؟ کیا صحافت اسلامیہ کے محرر و مدیر اس میدان میں اتریں گے؟ مطمئن رہنا چاہئے کہ اس ''افضل الجہاد'' کے لئے ہاتھ کی ضرورت نہیں دل کی ضرورت ہے۔ اس بہترین مظہر شجاعت کا آلہ عمل تلوار نہیں بلکہ قلم ہے۔ اس جنگ کے لئے ابھی اسلحہ آہنی نہیں چاہیے، صرف چند پارہ ہائے گوشت درکار ہیں جن میں حرکت صحیح اور جنبش صادق ہو!

تم مواقع جہاد کو میدانوں اور معرکوں میں ڈھونڈتے ہو؟ لیکن میں کہتا ہوں کہ تم ان کو اپنے دل کے گوشوں میں ڈھونڈو۔ ضعف ارادہ باطل پرستی کی اصل کمین گاہ یہیں ہے۔

وقال رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

الجهاد اربع: الامر بالمعروف والنهی عن المنکر، والصدق فی مواطن الصبر، وشنأن الفاسق (رواہ ابونعیم)

جہاد چار چیزیں ہیں: اچھی باتوں کا حکم کرنا، بُری باتوں سے منع کرنا، صبر و آزمائش کے موقع پر سچ بولنا اور بدکار سے عداوت رکھنا۔

انواع جہاد میں سے کونسی نوع ہے جس کا مظہر دل نہیں؟ ہاں دل درست کرو کہ تمہارے ارادوں میں قوت، افکار میں صداقت، حوصلوں میں استقلال اور پائے عمل میں

Marfat.com

ثبات پیدا ہو۔ دل اور یہی دل جس کا مضغہ گوشت تمہارے پہلو میں ہے، یقین کرو کہ تم سے باہر تمام عالم کی اصلاح وفساد کی اصلی کنجی یہی ہے:

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم : ان فی الجسد مضغة اذاصلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله، الاوهی القلب (صحاح)

انسان کے بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ صالح ہوتا ہے تو تمام جسم صالح ہوتا ہے اور جب وہ فاسد ہو جاتا ہے تو تمام جسم فاسد ہو جاتا ہے، ہاں جانتے ہو وہ گوشت کا ٹکڑا کیا ہے؟ ''دل''

Marfat.com

مسلم اول کا ظہور

ان القوة لله جميعاً(۱۶:۲)

اس سے پہلے کہ دنیا نور اسلام سے منور ہو، انسان کا کیا حال تھا؟ وہ دنیا کے ذرہ ذرہ کو خدا سمجھتا تھا، جنگل کا ہر بڑا درخت اس کا خدا تھا، زمین کا ہر خوفناک کیڑا اس کا خدا تھا، پہاڑ کا ہر سیاہ پتھر اس کا خدا تھا۔ وہ سانپ کو پوجتا تھا کہ سانپ دیوتا تھا، وہ دریا کو پوجتا تھا کہ دریا دیبی تھی، وہ پہاڑ کو پوجتا تھا کہ وہ دیوتاؤں کا مسکن تھا، وہ آگ کو پوجتا تھا کہ وہ کہیں اگنی دیبی تھی اور کہیں خدا کا مظہر تھی، وہ عام ستاروں کو پوجتا تھا کہ وہ حکمران عالم تھے۔ وہ چاند اور سورج کو پوجتا تھا کہ وہ نور اکبر تھے، وہ حیوانوں کو پوجتا تھا کہ اُن میں انسانوں سے زیادہ قوت تھی، وہ انسانوں کو بھی پوجتا تھا کہ خدا کے اوتار تھے!

ہندوستان جو علوم ریاضیہ کا سرچشمہ تھا، انسان پتھروں اور مورتوں کا بندہ تھا، یونان جو علوم عقلیہ کا مرکز تھا، طرح طرح کے دیوتاؤں کا مسکن تھا، مصر و بابل جو علم ہیئت و فن تعمیر کے سب سے پہلے گھر تھے، ستاروں کے ہیکل سے آباد تھے۔ دنیا اسی تاریکی میں گھری ہوئی تھی کہ کلدان میں "مسلم اول" کا ظہور ہوا، جس نے:

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَباً ج قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ج فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ . فَلَمَّارَاَ الْقَمَرَ بَازِغاً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ج فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَ كُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ. فَلَمَّارَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ج فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ

Marfat.com

مِمَّا تُشْرِكُوْنَ. اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفاً وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ (۶: ۷۷. ۸۰)

رات کو ستاروں کو دیکھا تو کہا یہ میرا خدا ہے، لیکن جب ستارے چھپ گئے تو اس نے کہا: میں چھپ جانے والوں کو خدائی کے لیے نہیں پسند کرتا۔ پھر چاند نظر آیا تو پکار اٹھا کہ یہ میرا خدا ہے، پر جب وہ ڈوب گیا تو کہا میرا سچا خدا میری ہدایت نہ کرتا تو یقیناً میں گمراہ ہو چکا تھا! پھر دن کو جب سورج چمکتا ہوا نکلا تو اس نے کہا: ہاں یہ میرا خدا ہے کہ یہ سب سے بڑا ہے، لیکن جب وہ بھی غروب ہو گیا تو اس نے اپنی قوم کو مخاطب کیا: لوگو! میں ان سب سے بَری کرتا ہوں جن کو تم خدا کا شریک بناتے ہو۔ میں تمام جھوٹے معبودوں سے منہ پھیر کر اس سچے خدا کی طرف رخ کرتا ہوں جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا۔ میں اپنے خدا کا کسی کو شریک نہیں بناتا۔

یہ پہلا دن تھا جب اسلام نے حقیقت انسانی کے چہرہ سے پردہ اٹھایا اور اس نے بتایا کہ اے انسان! تو مخلوقات کا بندہ نہیں۔ تو مخلوقات کا آقا ہے تو ان کے لیے نہیں پیدا کیا گیا۔ وہ تیرے لیے پیدا کیے گئے ہیں تو ان کا غلام نہیں بنایا گیا۔ وہ تیرے غلام بنائے گئے ہیں تو تمام مخلوقات سے اشرف ہے اور تیری ذات ان تمام ہستیوں سے ارفع ہے تو صرف خالق مخلوقات کا بندہ ہے۔ اور تمام مخلوقات کا آقا ہے۔ پھر تو جن کا آقا ہے حیف ہے کہ ان کو اپنا خدا بنائے اور ان کے آگے غلامی کا سر جھکائے؟

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ وَ حَمَلْنٰهُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلاً. (۱۷. ۷۰)

ہم نے انسان کو عزت و بزرگی بخشی، اس کو خشکی و تری میں سواری دی، اچھی چیزیں روزی کیں اور اپنی اکثر مخلوقات پر فضیلت کامل عطا کی۔

اے انسان! تمام دنیا تیرے ہی لیے بنی ہے۔ تو اس کی پرستش نہ کر:

Marfat.com

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ (۲۲.۶۵)

کیا تم نہیں دیکھتے کہ خدا نے جو کچھ زمین میں ہے تمہارے لیے مسخر کر دیا؟

هُوَا الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعاً (۲:۲۹)

خدا وہی ذات اقدس ہے جس نے تمہارے لیے تمام زمین کی چیزیں پیدا کیں!

بلکہ آسمان وزمین کی سب چیزیں تیرے ہی لیے ہیں۔ تو ان کے لیے نہیں ہے پس تو ان کو خدا نہ جان:

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ (۲۰.۳۱)

کیا تم نہیں دیکھتے کہ آسمان وزمین کی تمام چیزیں تمہارے لیے خدا نے مسخر کر دیں۔

وَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعاً (۱۳:۴۵)

خدا نے تمہارے لیے آسمان وزمین کی تمام چیزیں مسخر کر دیں۔

تو دریا کو دیبی نہ کہہ کہ وہ تو تیری ضروریات کا ایک خزانہ ہے:

سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِیَ الْفُلْكُ فِیْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ (۱۱.۴۵)

تمہارے لیے دریا کو مسخر کر دیا تا کہ اس میں خدا کے حکم سے کشتیاں چلیں اور تم اپنے رزق کو تلاش کرو۔

هُوَالَّذِیْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْ كُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِیًّا وَّ تَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَا ج وَتَرَی الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِیْهِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (۱۰.۱۶)

Marfat.com

خداوہی ذات قدوس ہے جس نے دریا کو مسخر کیا تا کہ تم اس سے تازہ گوشت کھاؤ، اس سے اپنی زیب وزینت کی اشیاء نکالو، اس میں تم دیکھتے ہو کہ کشتیاں پانی کو پھاڑتی ہوئی چلتی ہیں تا کہ اس سے خدا کی برکت تلاش کرو اور اس کا شکر ادا کرو۔

تو حیوانات کو دیوتا نہ سمجھ کہ وہ تیرے ہی فائدہ کے لیے مخلوق ہوئے ہیں:

وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ۝ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِىْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ (۴۳:۱۲.۱۳)

کشتی اور جانور تمہارے لیے پیدا کیے تا کہ تم ان کی پیٹھ پر سیدھے سوار ہو، پھر اپنے خدا کے احسان کو یاد کرو اور کہو کہ پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لیے مخلوقات کو مسخر کر دیا! ہم اپنی قوت سے ان کو مسخر نہ کر سکتے!

آگ دیبی نہیں وہ تو تیرے ہی لیے پیدا ہوئی ہے:

وَالَّذِىْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا (۳۶:۸۰)

خدا وہ ہے جس نے سبز لکڑی سے تمہارے لیے آگ پیدا کی!

پہاڑ دیوتاؤں کا مسکن کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ تو خود انسان کے تابع ہے اور خدا کا فرمانبردار ہے:

اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِىِّ وَالْاِشْرَاقِ (۳۸:۱۷)

ہم نے داؤد نبی کے لیے پہاڑ کو مسخر کر دیا کہ صبح وشام خدا کی تسبیح کریں۔

آفتاب ومہتاب اور دیگر ستارے بھی اے انسان تیرے خدا نہیں، تو خود ان کا خدا وند وآقا ہے، اس لیے تو ان کو سجدہ نہ کر!

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ج وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ (۱۴:۳۳)

Marfat.com

تمہارے لیے آفتاب و ماہتاب کو مسخر کر دیا جو حرکت کرتے ہیں اور اسی طرح رات اور دن اور ان کے خواص و مؤثرات کو بھی تمہارا تابع فرمان بنا دیا!

وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ (۱۶:۱۲)

رات، دن، سورج، چاند سب کو تمہارے تابع کر دیا کیونکہ تمام ستارے خدا کے حکم کے تابع ہیں۔

غور کرو، ایک "مشرک" اور ایک "مسلم" کی زندگی میں کتنا فرق ہے؟ مشرک پتھروں سے ڈرتا ہے کہ وہ خدا ہیں، ستاروں سے ڈرتا ہے کہ وہ خدا ہیں، کہنہ اور بوسیدہ قبروں کی اینٹوں سے ڈرتا ہے کہ وہ خدا ہیں، خود انسانوں سے ڈرتا ہے کہ وہ خدا ہیں، لیکن ایک مسلم کا عقیدہ یہ ہے کہ:

فاطر السمٰوٰت والارض.

کی ایک ذات کے سوا دنیا میں کوئی وجود نہیں جس سے ڈرا جائے۔ ایک مشرک اپنے کو دنیا کی ہر شے سے کمزور و حقیر سمجھتا ہے، لیکن ایک مسلم وجود ذات "عزیز و متکبر" کے سوا خود کو سب سے بلند اور سب سے اعلیٰ سمجھتا ہے، کیونکہ ہر لحظہ اس کے کان میں یہ آواز آتی رہتی ہے:

اِنَّ الْعِزَّةَ وَلِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (۶۳:۸)

عزت صرف خدا کے لیے ہے، اس کے رسول کے لیے ہے اور مسلمانوں کے لیے۔

اے مشرک انسان! تو کیوں خدا کے سوا اوروں کی طرف ہاتھ پھیلاتا ہے؟ کیا تو ان میں سے بعض سے بہتر اور بعض کے برابر نہیں ہے؟ اے مشرک انسان! تو کیوں خدا کے سوا اوروں سے ڈرتا ہے؟ کیا وہ بھی تیرے ہی طرح خدا کی مخلوق نہیں؟ اے مشرک انسان! تو خدا کو چھوڑ کر کن سے حاجت برآری کی درخواست کرتا ہے؟ کیا وہ خود خدا کے محتاج نہیں؟ پس ایک ہی ہے جس کی طرف ہاتھ پھیلانا ہے، ایک ہی ہے جس سے ڈرنا ہے، ایک ہی ہے

Marfat.com

جس کے آگے جھکنا ہے، ایک ہی ہے جس کے آگے گڑگڑانا ہے، ایک ہی ہے جس کو اپنے سے بالاتر سمجھنا ہے اور ہاں ایک ہی ہے جس سے حاجت برآری کی درخواست ہے:

قُلْ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اِنْ اَرَادَنِیَ اللّٰہُ بِضُرٍّ ھَلْ ھُنَّ کٰشِفٰتُ ضُرِّہٖٓ اَوْاَرَادَنِیْ بِرَحْمَۃٍ ھَلْ ھُنَّ مُمْسِکٰتُ رَحْمَتِہٖط قُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ ط عَلَیْہِ یَتَوَکَّلُ الْمُتَوَکِّلُوْنَ. (۳۹:۳۸)

اگر خدا مجھے مصیبت پہنچانی چاہے کیا تو تمہارے معبود جن کو تم پکارتے ہو، اس مصیبت کو دور کر سکتے ہیں؟ اگر خدا اپنی رحمت مجھ پر نازل کرنی چاہے تو کیا وہ روک سکتے ہیں؟ ہاں کہہ دو کہ خدا ہی کا رشتہ بس کرتا ہے، بھروسہ کرنے والے صرف اسی کی ذات پر بھروسہ کرتے ہیں!

پس جو مسلم ہے وہ خوددار ہے، کیونکہ خدا کے بندوں میں اس کا کوئی ہمسر نہیں، پھر کس سے وہ اپنی ذات کو حقیر سمجھے اور اس کے سامنے جھکے؟ اس نے صرف ایک ہی سے اپنی ذات کو حقیر سمجھا اور اسی کے سامنے جھکا۔

جو مسلم ہے وہ آزاد ہے، کیونکہ مخلوقات میں کون بڑا ہے جس سے وہ ڈرے؟ اس نے ایک کو بڑا سمجھا اور اسی سے وہ ڈرا۔

مسلم خدا کے سوا کسی سے کیوں نہیں ڈرتا؟ اس لیے کہ وہ دل سے اعتقاد رکھتا ہے کہ:

خدا کے سوا نفع وضرر کسی کے ہاتھ میں نہیں۔

دنیا کی ہر قدرت وقوت کا مالک وہی ہے۔

اس کے سوا کسی میں قوت وقدرت نہیں۔

مخفی دعاؤں کا سننے والا تنہا وہی ہے۔

دنیا کی تمام قوتوں کی عنانِ حکومت صرف اسی کے دست قدرت میں ہے۔

عطائے موت وحیات ونفع وضرر صرف اسی کا کام ہے۔

Marfat.com

ہماری طرح دنیا کا ذرہ ذرہ اسی کا محتاج ہے، مگر وہ کسی کا محتاج نہیں۔

پھر کیوں کر ممکن ہے کہ شدائد و خطرات کا مہیب دیو اس مسلم کو خوف زدہ بنا سکے جس کا قلبِ مطمئن خدا کے سوا کسی سے خوف زدہ نہیں؟ اور کیونکر ممکن ہے کہ خوف و ہراس اس دل پر قبضہ کر سکے جو خدا کے سوا کسی کے قبضہ میں نہیں؟ اور ہاں کیوں کر ممکن ہے کہ متکبرین کی ہیبت و عظمت، جبابرۂ عالم کا قہر و غضب، سپاہیوں کی تیغ و سنان اور فرعون کا جاہ و جلال اس انسان کو مرعوب کر سکے، جس کی نظر میں یہ سب کے سب ایک دست شل اور ایک عضو معطل سے زیادہ نہیں؟

پھر جس کی یہ حقیقت ہے، کیوں کر ممکن ہے کہ وہ شدائد و خطرات سے خوف کھا کر نصرتِ حق سے باز آ جائے؟ اس کا دل راستی اور سچائی کی سختیوں کو دیکھ کر لرز جائے، اس کی زبان قول حق سے خاموش رہے؟ اس کا قدم جادۂ صداقت سے متزلزل ہو جائے؟ کیونکہ مسلم کی حقیقت یہ ہے کہ وہ خدا کے سوا دنیا میں کسی سے نہیں ڈرتا، اپنے نفع و ضرر کی باگ اس کے سوا کسی کے ہاتھ میں نہیں دیکھتا۔

پھر کیا یہ سچ نہیں کہ مسلم فطرتاً خوددار ہے کہ اکثر مخلوقات سے وہ برتر اور بعض کے برابر ہے؟ کیا یہ صحیح نہیں کہ مسلم فطرتاً آزاد اور حر ہے کہ خالق کے سوا وہ کسی مخلوق سے نہیں ڈرتا، کیونکہ قوتوں کا منبع اور قدرتوں کا مرکز اس کی نظر میں ایک ہی ہے:

وَ اِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗ ط وَاِنْ یَّمْسَسْکَ بِخَیْرٍ فَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ .وَھُوَ الْقَاھِرُ فَوْقَ عِبَادِہٖ ط وَھُوَا لْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ. (انعام:۱۷.۱۸)

اگر وہ ضرر پہنچانا چاہے تو کوئی اس کو ہٹانے والا نہیں اور اگر نیکی و برکت دینا چاہے تو وہ ہر بات پر قادر ہے۔ وہ بندوں پر غالب ہے۔ وہ ہر نکتہ سے آگاہ ہے اور ہر خبر سے واقف ہے۔

Marfat.com

حواشی

1- *Awakening of Turkey* , by E.F. Night p 8

2- *Western Light & Eastern Land* از پروفیسر ویمبر Vol.3.P.32

۳۔ ملکِ عرب دنیائے قدیم کے قلب میں واقع ہے، جیسا کہ بعض احادیث میں آیا ہے اور جغرافیہ جدیدہ سے بھی ثابت ہے۔

۴۔ ''امر'' کے معنی عام مفسرین نے امور جنگ کے لیے ہیں، لیکن وہ شخص جو صدرِ اوّل کے لٹریچر سے واقف ہے یقین کرے گا کہ ''امر'' سے عموماً باقتضائے موقع ''حکومت و خلافت'' مراد لیا گیا ہے۔ احادیث میں سینکڑوں مواقع پر لفظ امر اسی معنی میں آیا ہے، مثلاً ''من یصلح اولا الامر'' ''لا یصلح عند الامر'' ''ان هذا الامر یتم'' اور بے شمار احادیث صحیحہ میں یہ استعمال و محاورہ موجود ہے۔ اس بنا پر کوئی وجہ نہیں کہ صرف امورِ جنگ کی تجدید کر دی جائے اور حسب محاورۂ صدرِ اوّل عام امور حکومت و خلافت نہ مراد لیے جائیں، جیسا کہ بعض علما نے مراد لیا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے ایک مستقل مضمون کی ضرورت ہے، تاہم میں ان تمام احادیث کا حوالہ دیتا ہوں جن میں خلافت و حکومت اسلامی کا ذکر ہے۔ ان کو دیکھیے گا تو اکثر جگہ لفظ ''امر'' انہی معنوں میں نظر آئے گا۔ کما لا یخفی علی العلماء باحادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم.

۵۔ طبقات ابن سعد۔ ج ۳۔ ص ۱۲۹

۶۔ تاریخ طبری، امام قرطبی، ص ۱۰۸

۷۔ کنز العمال۔ ج ۳: ص ۱۲۹

۸۔ نہج البلاغہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ ج ۲: ص ۷ مطبوعہ مصر

۹۔ الاحکام السلطانیہ، قاضی ماوردی۔ ص ۵ مطبوعہ مصر

۱۰۔ مواقف و شرح مواقف، قاضی عضد الدین۔ ص ۶۰۶

۱۱۔ .....ایضاً..... ص ۲۰۷

۱۲۔ طبقات ابن سعد ج۔ ج ۳: ص ۱۲۹

۱۳۔ کتاب الخراج، قاضی ابو یوسف۔ ص ۱۵

Marfat.com

۱۴۔ طبقات ابن سعد۔ج ۳: ص ۱۹۸

۱۵۔ فتوح الشام، علامہ واقدی۔ص ۱۰۵ کلکتہ

۱۶۔ یہ آیت کریمہ سورہ عمران کے اس رکوع کی ہے، جس میں خدا تعالیٰ نے ظہور دعوت اسلامی و وجود حضرت رحمۃ للعالمین کو اپنا سب سے بڑا احسان ولطف قرار دیا ہے اور اس نعمت کی قدر و منزلت کی طرف دنیا کو توجہ دلائی ہے۔ اسی سلسلے میں فرمایا کہ ظہور و دعوتِ اسلامی سے پہلے تم لوگوں کی حالت شدتِ کفر و ضلالت اور اُسر و غلامی سے ایسی تھی، گویا ایک آگ کے گڑھے پر کھڑے تھے، مگر اللہ نے حضرت رحمۃ للعالمین کو بھیج کر تمہیں اس ہلاکت سے بچالیا اور اسی طرح وہ تمہارے سامنے اپنی قدرت و حکمت کی نشانیاں کھولتا ہے، تاکہ تم ہدایت پاؤ (منہ)۔

۱۷۔ جان جاک روسو مشہور فرانسیسی مصنف اور انقلاب فرانس کے محرکینِ اولین میں سے ہے۔ سنہ ۱۷۵۶ء میں اس نے اپنے افکار سیاسیہ ایک کتاب کی صورت میں شائع کیے۔ اس میں ہر طرح کے استبدادِ دینی و ملوکی کو ظلم و معصیت بتلایا تھا اور جمہوری حکومت کی اہلِ فرانس کو ترغیب دی تھی۔ جمہوری حکومت کے اس نے متعدد نظام مرتب کیے تھے اور سب کا اولین اصول قوم کے تمام طبقات و جماعات میں مساوات قرار دیا تھا۔ سنہ ۱۷۱۲ء میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۷۶۶ء میں بعالم دیوانگی وفات پائی۔ نغمات موسیقیہ کو بصورت ارقام و خطوط مدون کرنے کا وہی موجد ہے۔

۱۸۔ تفسیر فتح البیان، امام قرطبی۔ج ۲: ص ۱۳ مطبوعہ مصر

۱۹۔ .....ایضاً.....

۲۰۔ کنز العمال۔ج ۱: ص ۱۶۲

۲۱۔ .....ایضاً.....

۲۲۔ فتوح البلدان، بلازری۔

۲۳۔ کتاب الخراج، قاضی ابو یوسف۔ص ۶۷

۲۴۔ نہج البلاغہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ص ۷۸ مطبوعہ مصر

Marfat.com

Marfat.com

مکتبۂ جمال
MAKTABA JAMAL
تیسری منزل، حسن مارکیٹ، اردو بازار، لاہور
Cell: 0300-8834610 Ph: 042-37232731
mjamal09@gmail.com - maktabajamal@yahoo.co.uk

Marfat.com